REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO - P/GDP - 23

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۴۱ — شمارہ ۳۴

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ ۱۰۰ روپے

بیرونی ممالک: بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن، بذریعہ بحری ڈاک دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۲۰ صفر ۱۴۱۳ ہجری — ۲۰ ظہور ۱۳۷۱ ہش — ۲۰ اگست ۱۹۹۲ء

اخبار احمدیہ

بفضلہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ

احباب کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر رہے اور روح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے آمین۔

خدا تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنا جو حقیقت اسلام ہے دو قسم پر ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"واضح ہو کہ لغت عرب میں اسلام اس کو کہتے ہیں کہ بطور پیشگی ایک چیز کا مول دیا جائے اور یا یہ کہ کسی کو اپنا کام سونپیں اور یا یہ کہ صلح کے طالب ہوں اور یا یہ کہ کسی امر یا خصومت کو چھوڑ دیں۔ اور اصطلاحی معنے اسلام کے وہ ہیں جو اس آیت کریمہ میں اس کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ کہ بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ یعنی مسلمان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے یعنی اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اس کی خوشنودی کے حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیوے اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لئے قائم ہو جائے اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اس کی راہ میں لگا دیوے۔ مطلب یہ ہے کہ اعتقادی اور عملی طور پر محض خدا تعالیٰ کا ہو جاوے۔

اعتقادی طور پر اس طرح سے کہ اپنے تمام وجود کو درحقیقت ایک ایسی چیز سمجھ لے جو خدا تعالیٰ کی شناخت اور اس کی اطاعت اور اس کے عشق اور محبت اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

اور عملی طور پر اس طرح سے کہ خالصاً للہ حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق اور ہر یک خداداد توفیق سے وابستہ ہیں بجا لاوے مگر ایسے ذوق و شوق و حضور سے کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینہ میں اپنے معبود حقیقی کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے ...... ہر ایک سلیم العقل سمجھ سکتا ہے کہ اسلام کی حقیقت تب کسی میں متحقق ہو سکتی ہے کہ جب اس کا وجود معہ اپنے تمام باطنی و ظاہری قویٰ کے محض خدا تعالیٰ کے لئے اور اس کی راہ میں وقف ہو جاوے اور جو امانتیں اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی ہیں پھر اسی معطی حقیقی کو واپس دی جائیں اور نہ صرف اعتقادی طور پر بلکہ عمل کے آئینہ میں بھی اپنے اسلام اور اس کی حقیقت کاملہ کی ساری شکل دکھلاوے یعنی شخص مدعی اسلام یہ بات ثابت کر دیوے کہ اس کے ہاتھ اور پیر اور دل اور دماغ اور اس کی عقل اور اس کا فہم اور اس کا غضب اور اس کا رحم اور اس کا حلم اور اس کا علم اور اس کی تمام روحانی اور جسمانی قوتیں اور اس کی عزت اور اس کا مال اور اس کا آرام اور سرور اور جو کچھ اس کا سر کے بالوں سے پیروں کے ناخنوں تک باعتبار ظاہر و باطن کے ہے یہاں تک کہ اس کی نیات اور اس کے دل کے خطرات اور اس کے نفس کے جذبات سب خدا تعالیٰ کے ایسے تابع ہو گئے ہیں کہ جیسے ایک شخص کے اعضاء اس شخص کے تابع ہوتے ہیں۔ غرض یہ بات ثابت ہو جائے کہ صدق قدم اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ جو کچھ اس کا ہے وہ اس کا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہو گیا ہے اور تمام اعضاء اور قویٰ الٰہی خدمت میں ایسے لگ گئے ہیں کہ گویا وہ جوارح الحق ہیں ...... خدا تعالیٰ کی راہ میں زندگی کا وقف کرنا جو حقیقت اسلام ہے دو قسم پر ہے ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کو ہی اپنا معبود اور مقصود اور محبوب ٹھہرایا جاوے اور اس کی عبادت اور محبت اور خوف اور رجا میں کوئی دوسرا شریک باقی نہ رہے اور اس کی تقدیس اور تسبیح اور عبادت اور تمام عبودیت کے آداب اور احکام اور اوامر اور حدود اور آسمانی قضا و قدر کے امور بدل و جان قبول کئے جائیں اور نہایت نیستی اور تذلل سے ان سب حکموں اور حدوں اور قانونوں اور تقدیروں کو بارادت تام سر پر اٹھا لیا جاوے اور نیز وہ تمام پاک صداقتیں اور پاک معارف جو اس کی وسیع قدرتوں کی معرفت کا ذریعہ اور اس کی ملکوت اور سلطنت کے علو مرتبہ کو معلوم کرنے کے لئے ایک واسطہ اور اس کے آلاء اور نعماء کے پہچاننے کے لئے ایک قوی رہبر ہیں بخوبی معلوم کر لی جائیں۔

دوسری قسم اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کی یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی اور چارہ جوئی اور بار برداری اور سچی غمخواری میں اپنی زندگی وقف کر دی جاوے۔ دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے دکھ اٹھاویں اور دوسروں کی راحت کے لئے اپنے پر رنج گوارا کر لیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷-۶۰)

پرنٹر منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۲۰ ظہور ۱۳۷۱ ہش

سدھار گھروں میں سدھار کی ضرورت ہے!

ملک کی سیاسی صورت حال، اخلاقیات میں تنزل اور چھوٹی عمر میں ہی جرائم کی طرف بڑھتے ہوئے رجحان کے باعث اس دہائی میں گذشتہ دہائیوں کی نسبت پولیس کیسز میں بہت حد تک اضافہ ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے سدھار گھروں (یعنی جیلوں) میں بھی قیدیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ یہ قیدی مقررہ میعاد تک ان قید خانوں میں رہتے ہیں اور پھر جب ان قید خانوں سے جن کا نام سدھار گھر رکھا گیا ہے باہر نکلتے ہیں تو ان میں سے اکثر پہلے کی نسبت زیادہ جرائم کی طرف راغب ہوتے ہیں، پہلے کی نسبت زیادہ انتقام کی آگ میں جل رہے ہوتے ہیں اور پہلے کی نسبت زیادہ بڑے جرم میں ملوث ہو کر یا تو قانون نافذ کرنے والے اداروں کی آنکھوں سے بچتے رہتے ہیں اور یا پھر دوبارہ انہی سدھار گھروں کی سلاخوں کے پیچھے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

جیل خانوں میں جاکر قیدیوں کا سدھار کیوں نہیں ہوتا اس کی کئی وجوہات ہیں جن پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جانا چاہیئے۔

○۔ پہلی وجہ جس کا ایمنسٹی انٹرنیشنل نے بھی اپنی رپورٹ ۱۹۹۱ء میں ذکر کیا ہے کہ ہمارے ملک میں کئی ملزم ایسے ہیں جن کو قبل از تحقیق جرم یا قبل از فیصلہ ہی ان پر جیل خانوں میں ظلم کئے گئے جس کے نتیجہ میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے خلاف ان قیدیوں کے دلوں میں انتقام کی آگ بھڑکی اور خواہ وہ پہلے مجرم ہوں یا نہ ہوں، آئندہ ایک بڑا مجرم بننے اور ایسے لوگوں سے انتقام لینے کا خیال ان کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔ ظلم پر ظلم یہ ہے کہ ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۱ء تک دوران پولیس حراست میں ۴۱۵ موتیں ہوئیں جن میں سے صرف ۶۲ کی عدالتی جانچ کروائی گئی اور صرف تین معاملوں میں قصور واروں کو سزا دی گئی۔ (انڈیا ٹوڈے ۳۰/۹۲)

پس اس بات پر خاص طور پر دھیان دیا جانا چاہیئے کہ فیصلہ سے قبل ملزم کو کسی طرح کی کوئی سزا نہ دی جائے بلکہ ان سے حسن سلوک ہی ہونا چاہیئے تا کہ فیصلہ کے بعد اگر وہ مجرم ثابت ہو تو اسے اپنی سزا بھی محسنوں کی طرف سے دی گئی ایک عطا ہی نظر آئے جو گویا اس کی اپنی بھلائی کے لئے دی گئی ہے۔

○۔ دوسری وجہ ان سدھار گھروں میں قیدیوں کے نہ سدھرنے کی یہ ہے کہ فی زمانہ حکام سے بڑھ کر ان پر ان کے ساتھی مجرموں کا اثر ہوتا ہے وہ ایک دوسرے کو اپنے اپنے جرائم کی تفصیل بتاتے ہیں ان طریقوں سے آگاہ کرتے ہیں جن سے جرائم میں مدد ملتی ہے۔ اور پھر وہ قیدی جنہوں نے نیا نیا اس میدان میں قدم رکھا ہوتا ہے۔ یا دوسروں کی نسبت چھوٹی عمر کے ہوتے ہیں۔ اپنے ساتھی مجرموں کی نصیحتوں کو اپنے دماغوں میں بٹھا لیتے ہیں اور باہر نکل کر آئندہ کے لئے اسی کے مطابق پروگرام بنانے کی سوچتے ہیں ـــ اور پھر ایک دن باہر آکر وہ اپنے جیل کے ساتھی مجرموں سے بھی کوئی بڑا سا اشحاثہ کھڑا کر دیتے ہیں اور اس طرح یہ سدھار گھر قوم کے ان نونہالوں کے لئے مزید بربادی کا باعث بن جاتے ہیں۔ اس لئے قانون نافذ کرنے والے اداروں سے ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ جیل خانوں کے موجودہ نظام کے متعلق ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ کہ ان میں کس طرح سدھار لایا جا سکتا ہے۔ ہمارے نزدیک تو اس بات کی طرف خاص طور پر دھیان دینے کی ضرورت ہے کہ قیدی خاص طور پر نوعمر معصوم قیدی اپنے عادی مجرم ساتھیوں کے اثرات سے متاثر نہ ہوں۔ اس کے لئے جیل خانوں میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے لئے الگ الگ یا مل جل کر تربیتی کورس شروع کئے جا سکتے ہیں اسی طرح یہاں قیدیوں کو مذہب کی تعلیم دی جا سکتی ہے وہاں مولویوں، پنڈتوں اور پادریوں میں بھی آپس میں مل بیٹھ کر اتفاق کے جذبہ کے تحت جونی بھگی قوم کی تربیت کرنے کا خیال پیدا ہوگا۔ اور یہ طبقہ بجائے غلط طور پر سیاست کے کاموں میں الجھنے کے کسی حد تک اپنے فرائض منصبی کی طرف بھی دھیان دے سکے گا۔ احمدی بفضلہ تعالیٰ ہر وقت ایسے نیک کاموں کے لئے تیار ہیں اور نہ صرف قرآن مجید سے پیار اور محبت کی تعلیم، اتفاق و اتحاد کی تعلیم جرائم سے بچنے کی تعلیم اور نیکی اور تقویٰ پر قائم رہنے کی تعلیم پیش کر سکتے ہیں بلکہ مقدس ویدوں اور مقدس انجیل سے اور دیگر مذاہب کی مقدس کتب سے بھی ایسی تعلیمات پیش کر سکتے ہیں۔

ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ بالآخر یہ کہنا بھی اشد ضروری ہے کہ بدقسمتی سے اس وقت ہمارے ملک میں چھوٹی عمر میں ہی جرائم کی طرف رجحان بڑھتا چلا جا رہا ہے اور ملک کے نوعمر نوجوان ذرا ذرا سی بات اور معمولی لالچ میں اپنے عزیزوں رشتہ داروں یہاں تک کہ ماں باپ تک کو قتل کر ڈالنے میں دریغ نہیں کرتے اور پھر پولیس حراست میں اور قید خانوں میں جا کر ان کی زندگی مزید برباد ہو تی ہے اب تک کے سرکاری ریکارڈ کے مطابق ۲۷،۴۱ لاکھ مجرموں میں سے ۸۷،۳۲ لاکھ جرائم پیشہ کم عمر کے نوجوان شامل ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کچی عمر میں نوجوانوں کی بربادی کا ذمہ دار کون ہے۔ اس کے لئے تمام منصف مزاج بیک زبان یہی کہیں گے کہ ان تمام تر بربادی کے ذمہ دار زیادہ تر والدین ہی ہیں جو چھوٹی عمر سے ہی اپنے بچوں کو نہ تو پورا وقت دیتے ہیں نہ محبت دیتے ہیں اور نہ ان کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھتے ہیں۔ والدین کی عدم توجہ کے نتیجہ میں اور گھروں میں ایسے بچوں کو پورا سکون اور محبت نہ ملنے کے باعث ہی وہ حصول سکون کی خاطر گھروں سے باہر نکلتے ہیں اور پھر باہر کے زہریلے ماحول میں پھنس کر رہ جاتے ہیں! اگر والدین اپنی اس ذمہ داری کی طرف دھیان دیں تو نہ صرف ملک سے بہت حد تک جرائم کا خاتمہ کیا جا سکے گا بلکہ ان نوجوانوں کا مستقبل بھی روشن ہوگا ـــ!!

(منیر احمد خادم)

صادق کبھی نقصان نہیں اٹھا سکتا

"یہ بالکل غلط ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں چل کر انجام کار کوئی شخص نقصان اٹھاوے صادق کبھی نقصان نہیں اٹھا سکتا نقصان اسی کا ہے جو کاذب ہے جو دنیا کے لئے بیعت کو اور عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے اس نے کیا ہے توڑ رہا ہے وہ شخص جو محض دنیا کے خوف سے ایسے امور کا مرتکب ہو رہا ہے وہ یاد رکھے بوقت موت کوئی حاکم یا بادشاہ اسے نہ چھڑا سکے گا اس نے احکم الحاکمین کے پاس جانا ہے جو اس سے دریافت کرے گا کہ تو نے میرا پاس کیوں نہیں کیا؟ اس لئے ہر صاحب ایمان کے لئے ضروری ہے کہ خدا جو ملک السمٰوٰت والارض ہے اس پر ایمان لاوے اور سچی توبہ کرے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ امر بھی یونہی حاصل نہیں ہوتا ہے خدا ہی یہ امر دل میں بٹھائے تو بیٹھ سکتا ہے۔ سو اس کے لئے دعا بکار ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدق سے قدم اٹھاتا ہے اس کو عظیم الشان طاقت اور خارق عادت قوت دی جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ لاف و گزاف کو پسند نہیں کرتا وہ دل کی اندرونی حالت کو دیکھتا ہے کہ اس میں ایمان کا کیا رنگ ہے جب ایمان قوی ہو تو استقامت اور استقلال پیدا ہوتا ہے اور پھر انسان اپنی جان و مال کو ہرگز اس ایمان کے مقابلہ میں عزیز نہیں رکھ سکتا اور استقامت ایسی چیز ہے کہ اس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا لیکن جب استقامت ہوتی ہے تو پھر انعامات الٰہیہ کا دروازہ کھلتا ہے۔ دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۵۱۵)

خطبہ جمعہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خدا کی طرف رجوع کیا اور خدا کا فیضان حاصل کیا تو خدا نما بن گئے

جماعت احمدیہ اگر ابدی زندگی چاہتی ہے اگر جماعت احمدیہ دعوت الی اللہ کا حق ادا کرنا چاہتی ہے تو اس مضمون کو پوری طرح سمجھ کر اپنے دلوں پر اپنے دماغوں پر اور اپنے اعمال میں جاری کر دے پھر دیکھیں کہ آپ خدا کے ہو جائیں گے اور خدا آپ کا ہو جائے گا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی روشنی میں تبتّل اور توکّل کی ایمان افروز تفسیر

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳ وفا (جولائی) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی :-

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۔ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا

(سورۃ مزمل : آیات ۹-۱۰)

بعدہٗ حضور انور نے فرمایا :-

سورۃ المزمل کی جو آیات کی میں نے گذشتہ جمعہ تلاوت کی تھی اور اس مضمون کا ایک حصہ بیان کیا تھا۔ اسی کے متعلق آج انشاء اللہ اس مضمون کا دوسرا حصہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تحریر کی روشنی میں

پیش کرتا ہوں۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ ۔ اللہ کو یاد کیا کر۔ اور اس کی طرف انقطاع کر یعنی ہر دوسری چیز سے تعلق کاٹ کر خدا کا ہو جا۔ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ : جب تیرا تعلق مشرق سے بھی کٹ جائے گا اور مغرب سے بھی کٹ جائے گا۔ جب تو اس دنیا میں خود اپنے ارادے کے نتیجہ میں نہ کہ بے بسی کے نتیجہ میں تنہا رہ جائے گا۔ جب تو عمداً سب دنیا سے منہ موڑ لے گا۔ نہ مشرق تیرا رہے گا نہ مغرب تیرا رہے گا تو یاد رکھ کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ۔ مشرق بھی خدا کا ہے اور مغرب بھی خدا ہی کا ہے۔ خدا کے سوا کوئی اور معبود تیرے لئے باقی نہیں رہے گا۔ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا۔ پس اس پر توکل کر۔ جب دنیا تجھ سے کاٹی گئی تو خدا سارے کا سارا تیرا ہو جائے گا۔ اس کے بعد کا مضمون پھر کیا ہوتا ہے؟ دنیا سے کٹنے کے معنی کیا ہیں؟ کیا دنیا سے بے تعلقی کے نتیجہ میں دنیا سے کاٹا جاتا ہے یا اور وجوہات ہیں؟

تبتّل کا یہ معنی کرنا کہ دنیا سے بے رغبتی کرے اور دنیا سے نفرت کرے یہ درست نہیں ہے کیونکہ اگر دنیا سے نفرت ہو جائے تو پھر اس دنیا میں واپسی کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ وہ دنیا جسے نفرت اور دلی قلبی تعلق کے کٹنے کی وجہ سے انسان چھوڑتا ہے پھر وہاں دوبارہ واپس آ کر کیا کرنا ہے۔ لیکن یہ جو بے تعلقی ہے اس میں تعلق کا ایک مضمون بھی ساتھ ساتھ جاری ہے۔ دنیا کے تعلقات موجود ہیں لیکن ان تعلقات کو اس طرح منقطع کر دے کہ ان میں قوت اور غلبہ نہ رہے اور جب بھی وہ خدا کے تعلق کے مقابل پر آئیں ان کی کوئی حیثیت باقی نہ رہے لیکن فی ذاتہ دنیا سے کلیۃً تعلق توڑنا مراد نہیں ہے۔ تعلق رکھتے ہوئے بھی عملاً ایسی دوری اختیار کرنا کہ جیسے یہ تعلق ثانوی اور بے حیثیت ہے اور یہ

حقیقت ہے تو پھر اس تعلق میں ایک نئی زندگی پیدا ہوتی ہے۔ اس زندگی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے تبتّل کی تفصیلی تشریح فرمائی، اس کے بعد اس زندگی پر روشنی ڈالی۔ پھر بنی نوع انسان سے ایک نیا تعلق جو پیدا ہوتا ہے اس مضمون کو بڑی گہری فراست اور عرفان کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تشریح فرمائی ہے اس کا ایک پس منظر ہے چنانچہ ۱۳ ستمبر ۱۹۰۱ء میں یہ بات الحکم میں شائع ہوئی ہے۔ ایڈیٹر لکھتے ہیں کہ تبتّل کی حقیقت، جو ۱۳ ستمبر ۱۹۰۱ء کو مغرب کی نماز کے بعد حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کے استفسار پر بیان فرمائی۔

سید امیر علی شاہ صاحب سیالکوٹ کے ایک بزرگ تھے صاحب الہام تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ ارشاد فرمایا کہ وہ تبتّل کے معنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کریں۔ اس بنا پر انہوں نے سوال کیا اور حضرت اقدس نے اسکی تشریح فرمائی۔ آگے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں وہ تشریح یہ ہے۔

میرے نزدیک رؤیا میں یہ بتانا کہ

تبتّل کے معنی مجھ سے دریافت کئے جاویں۔

اس سے یہ مراد ہے کہ جو میرا مذہب اس بارہ میں ہے وہ اختیار کیا جاوے منطقیوں یا نحویوں کی طرح معنے کرنا نہیں ہوتا۔ بلکہ حال کے موافق معنی کرنے چاہئیں۔ ہمارے نزدیک اُس وقت کسی کو متبتّل کہیں گے جب وہ عملی طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام اور رضا کو دنیا اور اس کی متعلقات و مکروہات پر مقدم کرے کوئی رسم و عادت کوئی قومی اصول اس کا رہزن نہ ہو سکے۔

کوئی رسم، کوئی عادت، کوئی قومی جذبہ یا قومی وفاداریاں خدا کے تعلق پر ڈاکہ نہ ڈالیں۔ اس کے رہزن نہ بن جائیں ...... نہ نفس رہزن ہو سکے۔ نہ بھائی نہ جورو نہ بیٹا نہ باپ۔ غرض کوئی شے اور کوئی متنفس اس کو خدا تعالیٰ کے احکام اور رضا کے مقابلہ میں اپنے اثر کے نیچے نہ لا سکے اور وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں ایسا اپنے آپ کو کھو دے کہ اس پر فنائے اتم طاری ہو جاوے اور اس کی ساری خواہشوں اور ارادوں پر ایک موت وارد ہو کر خدا ہی خدا رہ جاوے۔ دنیا کے تعلقات بسا اوقات خطرناک رہزن ہو جاتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی رہزن حضرت حوا ہو گئی۔ پس تبتّل تام کی صورت میں یہ ضروری امر ہے کہ ایک سکر اور فنا انسان پر وارد ہو۔ مگر نہ ایسی کہ وہ اسے خدا سے گم کرے بلکہ خدا میں گم کرے

غرض عملی طور پر تبتّل کی حقیقت تب ہی کھلتی ہے جبکہ ساری رگیں

دور ہو جائیں۔ اور ہر ایک قسم کے حجاب دُور ہو کر محبت ذاتی تک انسان کا دل پہنچ جاوے اور فناء اتم ایسی حاصل ہو جاوے۔ قیل و قال کے طور پر تو سب کچھ ہو سکتا ہے اور انسانی الفاظ اور بیان میں بہت کچھ ظاہر کر سکتا ہے مگر مشکل ہے تو یہ کہ عملی طور پر اسے دکھا بھی دے جو کچھ وہ کہتا ہے۔ یوں تو ہر ایک جو خدا کو ماننے والا ہے۔ پسند بھی کرتا ہے اور کہہ بھی دیتا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کو سب پر مقدم کروں اور مقدم کرنے کا مدعی بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن جب ان آثار اور علامات کا معائنہ کرنا چاہیں جو خدا کے مقدم کرنے کے ساتھ ہی عطا ہوتے ہیں تو ایک مشکل کا سامنا ہوگا۔ بات بات پر انسان ٹھوکر کھاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں جب اس مال اور جان کے دینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اُن سے اُن کی جانوں اور مالوں یا اور عزیز ترین اشیاء کی قربانی چاہتا ہے حالانکہ وہ اشیاء اُن کی اپنی بھی نہیں ہوتی ہیں ..... یعنی خدا ہی کی دی ہوئی ہوتی ہیں۔ یہ میں نے اپنی طرف سے تشریح کی ہے۔

..... لیکن پھر بھی وہ مضائقہ کرتے ہیں۔ ابتداءً بعض صحابہ کو اس قسم کا ابتلا پیش آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بناء مسجد کے واسطے زمین کی ضرورت تھی۔ ایک شخص سے زمین مانگی تو اُس نے کئی عذر کر کے بتا دیا کہ میں زمین نہیں دے سکتا۔ اب وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا تھا اور اللہ اور اس کے رسول کو سب پر مقدم کرنے کا عہد اس نے کیا تھا۔ لیکن جب آزمائش اور امتحان کا وقت آیا تو اس کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ گو آخر کار اُس نے وہ قطعہ دیدیا۔ تو بات اصل میں یہی ہے کہ

کوئی امر محض بات سے نہیں ہو سکتا جب تک عمل اس کیساتھ نہ ہو

اور عملی طور پر صحیح ثابت نہیں ہوتا جب تک امتحان ساتھ نہ ہو۔

ہمارے ہاتھ پر بیعت تو یہی کی جاتی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ اور ایک شخص کو جسے خدا نے اپنا مامور کر کے دُنیا میں بھیجا ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے۔ جس کا نام حکم اور عدل رکھا گیا ہے۔ اپنا امام سمجھوں گا۔ اس کے فیصلے پر ٹھنڈے دل اور انشراح قلب کے ساتھ رضا مند ہو جاؤں گا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ عہد اور اقرار کرنے کے بعد بھی ہمارے کسی فیصلہ پر خوشی کے ساتھ رضا مند نہیں ہوتا ...

فیصلے پر رضا مند ہونے کا نہیں فرما رہے بلکہ فرما رہے ہیں کہ فیصلہ پر خوشی کے ساتھ رضامند نہیں ہوتا ..... بلکہ اپنے سینہ میں کوئی روک اور اٹک پاتا ہے۔ تو یقیناً کہنا پڑے گا کہ اس نے پورا تبتل حاصل نہیں کیا اور وہ اس اعلیٰ مقام پر نہیں پہنچا جو تبتل کا مقام کہلاتا ہے۔ بلکہ اس کی راہ میں ہوا نفس اور دنیوی تعلقات کی روکیں اور زنجیریں باقی ہیں اور ان حجابوں سے وہ باہر نہیں نکلا جن کو پھاڑ کر انسان اس درجہ کو حاصل کرتا ہے۔ جب تک وہ دنیا کے درخت سے کاٹا جا کر الوہیت کی شاخ کے ساتھ ایک پیوند حاصل نہیں کرتا۔ اس کی سرسبزی اور شادابی محال ہے .....

پس دنیا سے کٹنے کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ سے وابستہ ہونے کا مضمون تبتل میں پایا جاتا ہے جیسے تبتل اِلی کے لفظ کے استعمال سے بیان فرمایا گیا۔ یعنی ایک چیز سے کٹنا اور ساتھ ہی دوسری چیز سے پیوستہ ہو جانا کیونکہ درمیان کی حالت خطرے کی حالت ہے اور اگر ایک چیز کو اس کی اصل سے اکھیڑ کر دوسری طرف جلدی منتقل نہ کیا جائے تو زندگی کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ مگر قرآن کریم نے جو مضمون بیان فرمایا ہے وہ ایک ساتھ ہی جاری ہونے والا مضمون ہے۔ ایک طرف سے انسان کٹتا جاتا ہے اور دوسری طرف پیوستہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں۔

..... دیکھو جب ایک درخت کی شاخ اُس سے کاٹ دی جاوے تو وہ پھل پھول نہیں دے سکتی خواہ اسے پانی کے اندر ہی کیوں نہ رکھو اور ان تمام اسباب کو جو پہلی صورت میں اُس کے لئے مایہ حیات تھے، استعمال کرو۔ لیکن وہ کبھی بھی بار آور نہ ہوگی۔ اسی طرح پر جب تک ایک صادق کے ساتھ انسان کا پیوند قائم نہیں ہوتا وہ رُوحانیت کو جذب کرنے کی قوت نہیں پا سکتا جیسے وہ شاخ تھا اور الگ ہو کر پانی سے سرسبز نہیں ہوتی۔ اسی طرح پر یہ بے تعلق اور الگ ہو کر بار آور نہیں ہو سکتا۔ پس انسان کو متبتل ہونے کے لئے ایک قطع کی ضرورت بھی ہے اور ایک پیوند کی بھی۔

خدا کے ساتھ اُسے پیوند کرنا اور دنیا اور اس کے تمام تعلقات اور جذبات سے الگ بھی ہونا پڑے گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ بالکل دنیا سے الگ رہ کر یہ تعلق اور پیوند حاصل کرے گا۔ نہیں بلکہ دنیا میں رہ کر پھر اس سے الگ رہے۔ یہی تو مردانگی اور شجاعت ہے۔ اور الگ ہونے سے مراد یہ کہ دنیا کی تحریکیں اور جذبات اس کو اپنا زیر اثر نہ کر لیں اور وہ ان کو مقدم نہ کرے بلکہ خدا کو مقدم کرے۔ دنیا کی کوئی تحریک اور روک اس کی راہ میں نہ آوے اور اپنی طرف اس کو جذب نہ کر سکے۔ میں نے ابھی کہا ہے کہ دنیا میں بہت سی روکیں انسان کے لئے ہیں۔ ایک جورو یا بیوی بھی بہت کچھ رہزن ہو سکتی ہے۔ خدا نے اس کا نمونہ بھی پیش کیا ہے۔ خدا نے صرف ایک نہی کی تعلیم دی تھی اس کا اثر پہلے عورت پر ہوا۔ پھر آدمؑ پر ہوا۔ ..... یہ

عرفان کا بہت گہرا نکتہ

ہے جسے ازدواجی تعلقات میں اور اہلی تعلقات میں ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے جب یہ کہا جاتا ہے کہ اپنے گھر والوں سے حسن سلوک کرو اور ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو۔ خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آؤ تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اصولوں کے سودے کرو اور خدا کے تعلق کو ازدواجی تعلق پر قربان کر دو۔ پس یہ توازن قائم رکھنا تبتل میں بہت ضروری ہے اور یہ توازن تبھی قائم ہو سکتا ہے کہ انسان دنیا میں رہے بھی اور دنیا کا نہ ہو کر دنیا میں رہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آدمؑ کی کہانی میں تمہیں یہ سبق دیا گیا ہے کہ خدا نے جب نہی کا حکم دیا تو اس کا پہلا اثر عورت پر پڑا تھا یعنی اس کے انکار کی طرف میلان عورت کے دل میں ہوا اور اس سے ہوتا ہوا پھر آدمؑ سے غلطی ہوئی۔ پس تمہارے لئے گھر میں بھی ٹھوکر کا ایک مقام ہے اور اس مقام سے ہمیشہ بچتے رہنا یہ بھی تبتل کی تعلیم کے تابع ہے اور ہمیشہ اس کو پیش نظر رکھنا چاہیئے (پھر فرماتے ہیں)

..... غرض تبتل کیا ہے؟ خدا کی طرف انقطاع کر کے دوسروں کو محض مُردہ سمجھ لینا۔ بہت سے لوگ ہیں جو ہماری باتوں کو صحیح سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ بجا اور درست ہے۔ مگر جب اُن سے کہا جاوے کہ پھر تم اس کو قبول کیوں نہیں کرتے۔ تو وہ یہی کہیں گے۔ کہ لوگ ہم کو برا کہتے ہیں .....

جیسا کہ ہم دعوت الی اللہ کے تعلق میں روزمرہ محسوس کرتے ہیں اور بعض احمدی بسا اوقات مجھے خط بھی لکھتے ہیں اور زبانی بھی بتاتے ہیں کہ ایک شخص احمدیت کے بہت قریب آ گیا ہے۔ علیحدگی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا اقرار کرتا ہے۔ کہتا ہے احمدیت سچی ہے لیکن جب کہا جائے کہ بیعت کیوں نہیں کرتے تو کہتا ہے کہ دنیا کے تعلقات حائل ہیں۔ لوگ کیا کہیں گے۔ مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ دنیا کے طعنے برداشت کر سکوں یا اپنے عزیزوں اور اقرباء کی مخالفت سہہ سکوں۔ پس یہی وہ مضمون ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں کہ

..... جب اُن سے کہا جاوے کہ پھر تم اس کو قبول کیوں نہیں کرتے تو وہ یہی کہیں گے کہ لوگ ہم کو بُرا کہتے ہیں۔ پس یہ خیال کہ لوگ اس کو بُرا کہتے ہیں یہی ایک رگ ہے جو خدا سے قطع کراتی ہے .....

یعنی تبتل الٹ ہو جاتا ہے۔ خدا سے کٹ کر بنی نوع انسان سے تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ رُخ بالکل پلٹ جاتا ہے۔

پس فرمایا:۔

..... جو خدا سے قطع کراتی ہے۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کا خوف دل میں ہو اور اس کی عظمت اور جبروت کی حکومت کے ماتحت انسان ہو۔ پھر اس کو کسی دوسرے کی پرواہ کیا ہو سکتی ہے وہ کیا کہتا ہے یا کیا نہیں؟ ابھی اس کے دل میں لوگوں کی حکومت ہے نہ خدا کی جب یہ مشرکانہ خیال دل سے دُور

ہو جاوے، پھر سب کے سب ہر دو سے اور گرانے سے بھی کمتر اور کمزور نظر آتے ہیں۔ اگر ساری دنیا مل کر بھی مقابلہ کرنا چاہے تو ممکن نہیں کہ ایسا شخص حق کو قبول کرنے سے رُک جائے۔

تبتّل تام کا پورا نمونہ انبیاء علیہم السلام اور خدا کے ماموروں میں مشاہدہ کرنا چاہیئے کہ وہ کس طرح دنیا داروں کی مخالفتوں کے باوجود دلیری، بیکسی اور ناتوانی کے پرواہ تک نہیں کرتے۔ اُن کی رفتار اور حالات سے سبق لینا چاہیئے۔

قرآن کریم میں انبیاء کے حالات کا مطالعہ کریں۔ بلا استثناء ہر نبی جب وہ خدا کی خاطر ساری قوم سے کاٹا جاتا ہے اور ساری قوم اس کے مخالف اور اس کے مٹانے کے درپہ ہو جاتی ہے تو تبتّل کا عظیم پاک نمونہ دکھاتا ہے۔ پس

تبتّل تام وہ ہے جس کے ساتھ امتحان بھی شامل ہو

ایک تبتّل وہ ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ ایک اندرونی کیفیت کا نام ہے اور وہ تبتّل حاصل کرنا بھی بڑا مشکل ہے کہ انسان اپنے نفس کو ہمیشہ ٹٹولتا رہے اور دیکھتا رہے کہ کہاں کہاں اس کا تعلق ابھی بنی نوع انسان کے کسی حصّہ سے یا دنیا کی خواہشات کے کسی حصّے سے ہے اور ہر جگہ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا اپنے نفس کی صحت کا انتظام کرتے ہوئے اس تعلق کے چھلکے کو الگ کرتا رہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے اگلا قدم سمجھا رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ تبتّل اور توکّل کے درمیان ایک امتحان کا مقام ہے اور تبتّل کا سچا ہونا امتحان کے بغیر ثابت نہیں ہوتا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تشریح کی روشنی میں جب ہم آپ کے اس کلام کا مطالعہ کرتے ہیں کہ تبتّل کا اعلیٰ اور پاک اور سچا نمونہ خدا کے انبیاء دکھاتے ہیں تو یہ سو فیصدی درست بات ہے کیونکہ ہر نبی کے تبتّل کے ساتھ ایک امتحان لگا ہوتا ہے اور اس کا تبتّل بار بار آزمایا جاتا ہے اور ایسے خوفناک طریق پر آزمایا جاتا ہے کہ عام انسان کے بس میں نہیں کہ اتنے شدید مخالفانہ حالات کا اس طرح مستحکم ہو کر مقابلہ کر سکے۔ ایک درخت پر جس طرح آندھیاں چلتی ہیں تو اگر وہ زمین میں پیوست اور مستحکم نہ ہو تو جڑوں سے اکھیڑا جاتا ہے۔ اسی طرح انبیاء پر خدا کے اقرار کے بعد اور خدا کی توحید کے اعلان کے بعد آندھیاں چلتی ہیں اور وہ اس امتحان میں اسی طرح پورے اترتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا:-

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا
تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا
تَحْزَنُوْا۔ (سورۃ فُصّلت: آیت ۳۱)

کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم خدا کے ہیں اور خدا ہمارا رب ہے وہ ضرور آزمائے جاتے ہیں۔ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔ اس آزمائش پر پھر وہ پورا اترتے ہیں اور استقامت دکھاتے ہیں۔ یہ کہنا کہ رب ہمارا ہے اس میں استقامت کا کیا سوال ہے؟ استقامت کا لفظ بتا رہا ہے کہ اس رب کہنے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کے نزول کے درمیان کچھ واقعات گزر گئے ہیں۔ کچھ شدید آزمائشیں ان پر پڑی ہیں۔ مخالفتوں کی آندھیاں چلائی گئی ہیں اور ان کے قدم اکھیڑنے کی کوشش کی گئی ہے تب وہ اپنے قدموں پر قائم رہتے ہیں، ایک ذرہ بھی اپنے اقرار سے اور اپنے ایمان سے ٹلتے نہیں۔ اس کے نتیجہ میں پھر توکّل کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔ توکّل محض ایک فرضی توکّل نہیں رہتا بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اللہ کی طرف سے ان پر کثرت سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا۔ ہرگز کسی خوف کا مقام نہیں۔ کسی غم کا مقام نہیں۔ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ خدا نے تمہیں تمہاری حفاظت کے لئے۔

سمجھا ہے تو تبتّل کا مضمون وہ ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ انبیاء میں اس کو تلاش کرو۔ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور خدا کے ماموروں میں مشاہدہ کرنا چاہیئے کہ تبتّل تام کیا ہوتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں:-

..... بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ ایسے لوگ جو بُرا نہیں کہتے مگر پورے طور پر اظہار بھی نہیں کرتے محض اس وجہ سے کہ لوگ بُرا کہیں گے، کیا اُن کے پیچھے نماز پڑھ لیں؟ میں کہتا ہوں ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ ابھی تک اُن کے قبولِ حق کی راہ میں ایک ٹھوکر کا پتھر ہے اور وہ ابھی تک اسی درخت کی شاخ ہیں جس کا پھل زہریلا اور ہلاک کرنے والا ہے.....

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تبتّل کے بغیر دنیا پر انحصار کی زندگی کو شرک قرار دے رہے ہیں اور شرک کی حقیقی اور آخری تعریف یہی ہے کہ خدا پر کسی اور چیز کو مقدم کیا جائے۔ یہ وہ درخت ہے جس کا پھل زہریلا ہے۔ یہ وہ درخت ہے جس سے حضرت آدمؑ کو منع فرمایا گیا تھا۔ اسی درخت کی طرف اشارہ کر کے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ اس زہریلے درخت سے اس کا تعلق ٹوٹا نہیں ہے تو اس کے پیچھے تمہاری نمازیں کیسے صحت مند ہو جائیں گی۔ وہ ابھی تک اسی درخت کی شاخ ہیں جس کا پھل زہریلا اور ہلاک کرنے والا ہے۔

یاد رکھیں! یہاں کوئی فرقہ مراد نہیں ہے نہ کسی مذہب کی طرف اشارہ ہے۔ اسی درخت کی بات ہو رہی ہے جسے حضرت آدمؑ کے زمانہ میں حضرت اقدس جلّ شانہ نے زہریلا اور ناپاک اور ممنوعہ درخت قرار دیا تھا۔ اسی درخت کی تشریح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے فرما چکے ہیں۔ فرماتے ہیں یہ ایسا درخت ہے کہ اس کی شاخ کو زہریلے پھل لگیں گے، کوئی میٹھا پھل نہیں لگ سکتا۔ پھر فرمایا۔

..... اگر وہ دنیا داروں کو اپنا معبود اور قبلہ نہ سمجھتے.......

اس سے ثابت ہوا کہ اشارہ شرک کی طرف ہے اور اللہ تعالیٰ پر غیر اللہ کو ترجیح دینے کا ذکر فرما رہے ہیں۔

..... اگر وہ دنیا داروں کو اپنا معبود اور قبلہ نہ سمجھتے تو ان سارے تعلقوں کو چیر کر باہر نکل آتے اور کسی کے لعن طعن کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتے اور کوئی خوف شماتت کا انہیں دامنگیر نہ ہوتا بلکہ وہ خدا کی طرف دوڑتے۔ پس تم یاد رکھو کہ تم

ہر کام میں دیکھ لو کہ اس میں خدا راضی ہے یا مخلوقِ خدا۔

جب تک یہ حالت نہ ہو جاوے کہ خدا کی رضا مقدم ہو جاوے اور کوئی شیطان اور رہزن نہ ہو سکے اس وقت تک ٹھوکر کھانے کا اندیشہ ہے لیکن جب دنیا کی بُرائی بھلائی ہی نہ ہو بلکہ خدا کی خوشنودی اور ناراضگی اس پر اثر کرنے والی ہو یہ وہ حالت ہوتی ہے جب انسان ہر قسم کے خوف و حزن کے مقامات سے نکلا ہوا ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص ہماری جماعت میں شامل ہو کر پھر اس سے نکل بھی جاتا ہے تو اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ اس کا شیطان اس لباس میں ہنوز اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ عزم کرے کہ آئندہ کسی وسوسہ انداز کی بات کو سنوں گا ہی نہیں۔ تو خدا اسے بچا لیتا ہے......

...... ٹھوکر لگنے کا عموماً یہی سبب ہوتا ہے کہ دوسرے تعلقات قائم تھے۔ اُن کی پرورش کے لئے ضرورت پڑی کہ ادھر سے سست ہوں۔ سستی سے اجنبیت پیدا ہوتی......

مراد یہ ہے کہ جب دوسرے تعلقات ابھی قائم رہیں اور ان شاخوں کو انسان سرسبز رکھنا چاہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو بیان فرما رہے ہیں۔ ان کو تازہ کرنے کے لئے ضرورت پڑی کہ ادھر سے سست ہوں تو وہ زندگی

کا چشمہ جو انسان کے دل سے پھوٹتا ہے وہ بیک وقت دو رُخوں پر نہیں بہہ سکتا۔ جس طرح زمیندار کھالے کے آگے بند باندھ کر ایک کھیت سے تعلق توڑتا ہے تو پھر دوسرے کھیت کو پانی دیتا ہے۔ بالکل وہی مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں کہ ادھر ضرورت پڑی تو ادھر سے سستی ہو گئی۔ خدا کا تعلق کاٹ کر پھر دنیا کے تعلقات کو سنبھالا جا رہا ہے اور ان کی نشوونما کی جا رہی ہے "سستی سے اجنبیت پیدا ہوئی" جب خدا سے تعلق میں سستی پیدا ہو تو اس سے اجنبیت آجاتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں

"...... پھر اس سے تکبر اور پھر انکار تک نوبت پہنچی۔ تبتّل کا عملی نمونہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نہ آپؐ کو کسی کی مدح کی پرواہ نہ ذم کی۔ کیا کیا آپؐ کو تکالیف پیش آئیں۔ مگر کچھ بھی پرواہ نہیں کی۔ کوئی لالچ اور طمع آپؐ کو کام سے روک نہ سکا جو آپؐ خدا کی طرف سے کرنے آئے تھے۔ جب تک انسان اس حالت کو اپنے اندر مشاہدہ نہ کرلے اور امتحان میں پاس نہ ہو لے۔ کبھی بھی بے فکر نہ ہو۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو شخص متبتّل ہوگا متوکّل بھی وہی ہوگا......"

تبھی اس آیت کریمہ کے آخر پر جو میں نے ابھی تلاوت کی تھی اللہ تعالیٰ تبتّل کے بعد توکّل کا مضمون بیان فرماتا ہے۔ ادھر تبتّل کرو ادھر توکّل کرو۔ اور یہ دونوں لازم ملزوم ہیں۔ بعض دفعہ توکّل کے نتیجہ میں تبتّل پیدا ہوتا ہے اور بعض دفعہ تبتّل کے نتیجہ میں توکّل پیدا ہوتا ہے اور یہ دونوں مضمون بعض دفعہ ایک دم بیک وقت اس طرح ساتھ ساتھ چلتے ہیں کہ ایک انسان کے لئے تفریق کرنا مشکل ہو جاتا ہے لیکن اگر آپ اپنے نفس کے حالات کا گہرا مطالعہ کرنے کے عادی ہوں اور اپنی نیتوں کی کنہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے رہیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان باوجود اس خوف کے دنیا سے قطع تعلق کرتا ہے کہ اس کے بعد کوئی بھی اس کا سہارا نہیں رہا۔ وہ ایک قسم کا خلاء میں چھلانگ مارتا ہے اور اس چھلانگ لگانے کے نتیجہ میں وہ خدا کے پیار کے ہاتھوں میں آجاتا ہے اور وہ پیار کے ہاتھ اُسے گرنے سے بچا لیتے ہیں۔ پس بعض دفعہ تبتّل پہلے پیدا ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں توکّل پیدا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ توکّل ایک صاحب عرفان کو گہرائی کی حد تک اتنا نصیب ہو جاتا ہے کہ اس کے لئے تبتّل کے معنی ہی کوئی نہیں رہتے اور تبتّل اُس توکّل کا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ وہ جسے ہر طرف خدا ہی خدا دکھائی دینے لگے اور اس کے سوا ہر دوسری چیز بے حقیقت اور بے معنی نظر آنے لگ جائے اور دل کو محسوس ہونے لگ جائے تو اس کا تبتّل ایک طبعی تبتّل ہے۔ اس کے تعلقات غیر اللہ سے کمزور پڑتے پڑتے از خود بالکل مٹ جاتے ہیں اور ان کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"جو شخص متبتّل ہوگا متوکّل بھی ہوگا۔

گویا متوکّل ہونے کے واسطے متبتّل ہونا شرط ہے۔ کیونکہ جب تک اوروں کے ساتھ تعلقات ایسے ہیں کہ اُن پر بھروسہ اور تکیہ کرتا ہے۔ اُس وقت تک خالصتہً اللہ پر توکّل کب ہو سکتا ہے۔ جب خدا کی طرف انقطاع کرتا ہے۔ تو وہ دُنیا کی طرف سے توڑتا ہے اور خدا میں پیوند کرتا ہے اور یہ تب ہوتا ہے جبکہ کامل توکّل ہو......"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس فقرے میں دونوں کنارے بیان فرما دیئے ہیں اور یہ جو مضمون ہے یہ روزمرّہ کی زندگی میں ایسے لوگوں پر بھی صادق آتا ہے تاکہ اُن کو خدا کے پیار کے نمونے دیکھنے اور ان کو چکھنے کی توفیق ملے جن کا کامل تبتّل نہیں ہوتا لیکن کسی ایک موقعہ پر وہ آزمائش پر پورا اُترتے ہیں۔

دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا ملک ہو کہ جہاں احمدی ہوں اور ان کو یہ تجربے نہ ہوئے ہوں مجھے بعض دفعہ خطوں کے ذریعہ لوگ ان تجارب سے مطلع کرتے ہیں اور ان کی تحریر میں ایک وجدانی کیفیت ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں فلاں وقت تھا کہ جب دنیا کا ایک سہارا تھا جس کے متعلق ہم جانتے تھے کہ یہ سہارا جھوٹ کے بغیر اختیار کرنا ممکن نہیں اور خدا کے حکموں کی نافرمانی کے بغیر اس بچاؤ کی تدبیر کو اختیار نہیں کر سکتے تھے۔ اس وقت ہم بڑی آزمائش میں پڑے۔ آخر یہ فیصلہ کیا کہ جو ہوتا ہے ہو گذرے لیکن ہم خدا کے فرمان کو توڑتے ہوئے اس پناہ میں نہیں آئیں گے۔ کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ ہوا اور اچانک حالات ایسے بدلے کہ جو ناممکن دکھائی دیتا تھا وہ ممکن ہو گیا اور ہر وہ شخص جس کے ساتھ بچاؤ کے امکانات وابستہ تھے لیکن جو پہلے دشمن تھا، جو پہلے صریح مخالف تھا اُس کے دل میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوئیں اور دیکھتے دیکھتے یہ عجیب معجزہ ہوا کہ وہ لوگ جو پہلے مخالفانہ کوششیں کر رہے تھے وہ تائید میں کوشش کرنے لگے۔ یہ مضمون اس طرح بھی صادق آتا ہے اور بعض کئی طریق پر صادق آتا ہے۔ بالکل ناممکن دکھائی دینے والے کام پردۂ غیب سے ممکن ہو کر ابھرتے ہیں اور انسان اپنے خدا کو نئی صورت میں پاتا اور اس کے فیض کے جلووں کو دیکھتا ہے۔ یہ تبتّل کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے جبکہ ابھی توکّل نہیں ہوا لیکن یہ نمونے اس لئے دکھائے جاتے ہیں تاکہ توکّل کے نتیجہ میں پھر تبتّل پیدا ہو جب انسان تبتّل کے بعد توکّل کو پالیتا ہے۔ جب دیکھتا ہے کہ گرتے ہوئے کو خدا کے ایک غیبی ہاتھ نے سنبھال لیا تو پھر خدا کی خاطر گرنا طبیعت پر دوبھر نہیں ہوتا۔ خدا کی خاطر ہر خطرے میں چھلانگ لگانے کے لئے اس کو آسمان سے ایک نئی طاقت عطا ہوتی ہے۔ پس خدا کے فضل کے یہ جزوی نمونے اور اس کا ولی اور متوکّل بن جانا اس غرض سے ہے تاکہ مؤمن اس سے آگے قدم اُٹھائے اور تبتّل اور توکّل کے اعلیٰ مقامات کی طرف آگے بڑھے۔ پھر فرماتے ہیں۔

"..... جب خدا کی طرف انقطاع کرتا ہے تو وہ دنیا کی طرف سے توڑتا ہے اور خدا میں پیوند کرتا ہے اور یہ تب ہوتا ہے جبکہ کامل توکّل ہو۔

جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل متبتّل تھے ویسے ہی کامل متوکّل بھی تھے۔

اور یہی وجہ ہے کہ اتنے وجاہت والے اور قوم و قبائل کے سرداروں کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی اور ان کی مخالفت سے کچھ بھی متاثر نہ ہوئے۔ آپؐ میں ایک فوق العادت یقین خدا تعالیٰ کی ذات پر تھا اسی لئے اس قدر عظیم الشان بوجھ کو آپؐ نے اُٹھا لیا اور ساری دنیا کی مخالفت کی اور ان کی کچھ بھی ہستی نہ سمجھی یہ بڑا نمونہ ہے توکّل کا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اس لئے کہ اس میں[1] خدا کو پسند کر کے دنیا کو مخالف بنا لیا جاتا ہے۔ مگر یہ حالت پیدا نہیں ہوتی۔ جب تک گویا خدا کو نہ دیکھ لے......"

یعنی یہ اعلیٰ مقام جس میں توکّل تبتّل کا موجب بنتا ہے یہ تب ہوتا ہے جب انسان خدا کو دیکھ لیتا ہے ..." جب تک یہ امید نہ ہو۔ کہ اس کے بعد دوسرا دروازہ ضرور کھلنے والا ہے۔ جب یہ امید اور یقین ہو جاتا ہے تو وہ عزیزوں کو خدا کی راہ میں دشمن بنا لیتا ہے۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ خدا اور دوست بنا دے گا۔ جائداد کھو دیتا ہے کہ اس سے بہتر ملنے کا یقین ہوتا ہے....."

یہ مضمون بھی ایسا ہے جو جماعت کے مشاہدہ میں روزمرّہ آتا رہتا ہے۔ بہت سے احمدی ایسے ہیں جن میں سے کچھ مجھے لکھتے ہیں اور کچھ نہیں بھی لکھتے لیکن میں جانتا ہوں کہ جو خدا پر توکّل کرنے والے اور خدا کے خاص فضل کے مظہر احمدی ہیں ان کے چہرے بتا دیتے ہیں کہ وہ کون لوگ ہیں۔ وہ خدا کی خاطر مالی قربانی کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ غیب سے ایسے حالات میں جب ان کو کوئی توقع نہیں ہوتی ان کی ضرورتیں پوری فرما دیتا ہے اور بعض لوگوں کے ساتھ یہ مضمون روزمرہ

[1] یعنی اس توکّل میں۔ از حضور انور ایدہ اللہ

اس طرح جاری رہتا ہے کہ شاید ہی کوئی دن ہو جب وہ خدا کے فیض کے ایسے جلوے نہ دیکھیں۔ چنانچہ ان کا دل خدا کے لئے مالی قربانی پر اور خدا کی خاطر بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے پہلے سے زیادہ کشادہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی حالت کو بیان فرما رہے ہیں کہ جب وہ دیکھ لیتے ہیں اور جان لیتے ہیں کہ ایک جائیداد گئی تو خدا اس سے بہتر دوسری جائیداد ضرور دے گا۔ ایک مالی نقصان ہوا تو خدا اپنے فضل سے اس نقصان کو اس طرح پورا کرے گا کہ پہلے سے بہت بڑھ کر عطا فرمائے گا۔ پھر تبتّل کا ہونا توکّل کا ایک لازمہ ہے اور ان معنوں میں یہ دونوں لازم اور ملزوم بن جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدا ہی کی رضا کو مقدم کرنا تو تبتّل ہے۔ اور پھر تبتّل اور توکّل توام ہیں۔ تبتّل کا راز ہے توکّل۔ اور توکّل کی شرط ہے تبتّل۔ اور یہی ہمارا مذہب اس امر میں ہے۔"

(الحکم جلد ۵ نمبر ۳۷ صفحہ ۱ تا ۳ - پرچہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء)

یہی عبارت ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۵۷ تا ۳۶۴ پر بھی درج ہے۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اور عبارت پیش کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔

"مرشد کامل کی ضرورت انسان کو ہے۔ مرشد کامل کے بغیر انسان کا عبادت کرنا اسی رنگ کا ہے جیسے ایک نادان ناواقف بچہ ایک کھیت میں بیٹھا ہوا اصل پودوں کو کاٹ رہا ہے اور اپنے خیال میں سمجھتا ہے کہ وہ گوڈی کر رہا ہے۔۔۔۔۔"

ہم نے بارہا ایسے نظارے دیکھے ہیں کہ کوئی اچھا سا پودا بہت پیار کے ساتھ گھر میں نصب کیا تو آکر دیکھا کہ بچے اس کی گھد الی کر رہے ہیں۔ شاخیں کاٹ رہے ہیں اور ان کے اس حفاظتی اقدام کے بعد جو وہ اپنی طرف سے اس پودے کی حفاظت کی خاطر کر رہے ہوتے ہیں اس پودے کے بچنے کا کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔ بالکل مضمحل ہو جاتا ہے۔ نڈھال ہو کر گر پڑتا ہے اور ان کی وہ گوڈی ختم ہی نہیں ہو رہی ہوتی تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی ایسا ہی نظارہ دیکھا ہے اور وہ نظارہ اس موقعہ پر یاد آ گیا ہے کہ بعض لوگ ایک صاحب عرفان آدمی کو اپنا معلم بنائے بغیر، مرشد پکڑے بغیر اپنی ذات سے اس رنگ میں عبادت کرتے ہیں کہ ان کی جان ہلکان تو ہو جاتی ہے لیکن نہ انہیں تبتّل نصیب ہوتا ہے اور نہ انہیں توکّل عطا ہوتا ہے اور ایک طرف سے اگر کٹے جاتے ہیں تو دوسری طرف پیوستہ نہیں ہوتے۔ پس ایک نادان بچے کی گوڈی کا معاملہ ہے جو اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں۔۔۔ اپنے خیال میں سمجھتا ہے کہ وہ گوڈی کر رہا ہے۔ یہ گمان ہرگز نہ کرو کہ عبادت خود ہی آ جائے گی نہیں۔ جب تک رسول نہ سکھلائے۔ انقطاع الی اللہ اور تبتّل تام کی راہیں حاصل نہیں ہو سکتیں۔ پھر طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مشکل کام کیونکر حل ہو۔ اس کا علاج خود ہی بتلایا۔

اس کے بعد اب یہ مضمون استغفار میں داخل ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ

یاد رکھو کہ دو چیزیں اس امت کو عطا فرمائی گئی ہیں۔ ایک قوت حاصل کرنے کے واسطے۔ دوسری حاصل کردہ قوت کو عملی طور پر دکھانے کے لئے۔

قوت حاصل کرنے کے واسطے استغفار ہے۔

جس کو دوسرے لفظوں میں استمداد اور استعانت بھی کہتے ہیں)۔۔۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

میں ہم نے اسے جو استعانت کرتے ہیں یہ وہی مضمون ہے فرمایا

صوفیوں نے لکھا ہے کہ جیسے ورزش کرنے سے مثلاً مگدروں اور موگریوں کے اٹھانے اور پھیرنے سے جسمانی قوت اور طاقت بڑھتی ہے اسی طرح پر روحانی مگدر استغفار ہے۔ اس کے ساتھ روح کو ایک قوت ملتی ہے۔ اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے جسے قوت لینی مطلوب ہو وہ استغفار کرے۔" [1]

اس مضمون کا تعلق اپنی نفسانی خواہشات سے علیحدگی سے ہے۔ اس مضمون کا تعلق ایسے انسان سے ہے جو اپنی نفسانی خواہشات کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ اس میں ارادہ پیدا ہو چکا ہے۔ اس میں خواہش پیدا ہو گئی ہے کہ میں ان تعلقات کو خدا کی خاطر اس طرح توڑ دوں کہ یہ تعلقات خدا کے تابع ہو کر قائم رہیں۔ خدا سے آزاد رہ کر قائم نہ ہوں۔ یہ تبتّل کا مضمون ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ استغفار کے بغیر یہ ممکن نہیں اور وہ مرشد کامل جس کو ہم نے پکڑا ہے وہ تمام بنی نوع انسان میں سب سے زیادہ استغفار کرنے والا تھا۔ بعض نادان جاہل معاندین اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں کہ وہ اتنے استغفار جو کیا کرتے تھے تو معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہی گنہگار تھے۔ ان جاہلوں کو پتہ نہیں کہ استغفار نہ کرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔ استغفار کے بغیر گناہ سے نجات ممکن ہی نہیں ہے۔ پس گناہ کے خلاف سب سے طاقتور دفاع استغفار ہے۔ جو شخص ہر وقت استغفار میں مصروف رہتا ہے اس سے گناہ کی اہلیت چھین لی جاتی ہے۔ اس کی گناہ کی طاقت مر جاتی ہے کیونکہ استغفار میں ہر وقت خدا کی طرف یہ توجہ ہے کہ اے خدا! مجھے اس بدی سے بھی بچا۔ اس بدی سے بھی بچا۔ اپنی امان میں لے۔ اپنی حفاظت میں رکھ۔ اپنی رضا کی چادر اوڑھا دے اور میرے بنی نوع انسان سے تعلق اسی حد تک قائم رہیں جس حد تک تیری رضا ہے۔ اس رضا سے باہر میرا ہر تعلق کاٹا جائے۔ جو شخص دن رات یہ دعائیں کرتا ہے نفسیاتی طور پر اس کے لئے گناہ کی گنجائش ہی کوئی نہیں رہتی کیونکہ گناہ سے تعلق کے لئے دل میں ایک خواہش کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ اس خواہش کی انسان پہلے اپنی سوچوں میں پرورش کرتا ہے، اس کو طاقت دیتا ہے یہاں تک کہ وہ توانا ہو کر دل میں اچھلتی ہے اور عمل میں چھلانگ لگانے کی کوشش کرتی ہے تب دماغ اس کے ساتھ شامل ہو کر اس کے لئے تدبیریں کرتا ہے، اس کو سمجھاتا ہے، بتاتا ہے کہ اس خواہش کو عمل میں ڈھالنے کے لئے تمہیں یہ یہ طریق اختیار کرنے چاہئیں۔ اس طرح گناہ پرورش پا کر ایک ایسے بچے کی طرح وجود میں آ جاتا ہے جو ماں کے پیٹ سے اپنی مدت پوری کر کے پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح جب یہ گناہ وجود میں آ جاتا ہے تو پھر انسان اس گناہ کے تابع ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ جو کیفیات ہیں ان کی جب اکر میں نے بیان کیا ہے بہت سی منازل ہیں۔ بہت سے مرحلے ہیں جن مرحلوں سے خواہشات گزر کر پھر گناہ بنتی ہیں۔ استغفار ان کی جڑ پر تبر رکھتا ہے اور یہ وہ گوڈی ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا۔ بظاہر ایک ایسا مضمون بیان فرمایا جس کا بعد میں بیان کئے جانے والے مضمون استغفار سے تعلق نہیں تھا اور ایک آدمی جو سرسری نظر سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کا مطالعہ کرتا ہے وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ ابھی تو گوڈی کی باتیں کر رہے تھے ابھی استغفار کی باتیں شروع کر دیں۔ پہلے فرما رہے تھے کہ رسول سے سیکھو۔ اب رسول کا ذکر کوئی نہیں اور قرآن کا ذکر فرما دیا۔ ان تینوں باتوں میں کیا تعلق ہے تو جیسا کہ میں نے آپ کو سمجھایا ہے اگر آپ گہرائی کے ساتھ غور کریں تو ایک ہی مضمون کے مختلف مراحل ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور استغفار کے تعلق کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کثرت سے بیان فرمایا ہے کہ اس گفتگو میں جو مجلس میں ہو رہی تھی آپ نے

---

[1] ملفوظات - جلد ۲ - صفحہ ۶۷ - ۶۸ -

[2] سورۃ ھود: آیت ۴

اپنی جماعت پر یہ حسن ظنی فرمائی

اور در رہت حسن ظنی فرمائی کہ جب میں استغفار کہوں گا تو سب سے پہلے ان کا ذہن حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کی طرف منتقل ہوگا اور استغفار میں گوڈی کا جو مضمون ہے وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بارہا پہلے بیان فرما چکے ہیں۔ پس استغفار نا پاک خواہشات کی گوڈی کرتا ہے اور ان کو انسان کے نفس کی زمین سے اکھیڑ کر باہر پھینک دیتا ہے اور نیکیوں کی حفاظت کرتا ہے اور ان کے اوپر مٹی ڈالتا ہے یعنی نیک اور پاک نیتوں کی حفاظت کرتا ہے اور نیک اعمال کو قوت دیتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں کہ اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک طرف ایک کمزوری کے خلاف، گناہ کے خلاف انسان کے اندر یہ طاقت ہوتا کہ اس سے اپنے آپ کو کاٹ کر الگ کرے اور دوسری طرف نیکیوں کیلئے مثبت طاقت عطا ہوتا۔ پس استغفار کے نتیجہ میں دونوں باتیں حاصل ہو رہی ہوتی ہیں۔ ایک طرف ناپاک پودے اکھیڑ کر پھینکے جا رہے ہیں دوسری طرف پاکیزہ پودوں کے لیے ان کو جڑوں اور کونپلوں سے بچا کر، لٹیروں سے محفوظ کر کے نشوونما کے سامان پیدا کئے جا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر مختلف جگہ مختلف رنگ میں روشنی ڈالی ہے۔ اب میں آپکو یہ بتاتا ہوں کہ اس تبتّل کے بعد جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا پھر بنی نوع انسان کی طرف جھکنا ضروری ہو جاتا ہے لیکن وہ تعلق ایک اور رنگ اختیار کر لیتا ہے تو تبتّل کے معنی خدا کی مخلوق سے نفرت تو ہرگز نہیں ہیں۔ محبت ہے لیکن محبت کو درست کرنا اور صحت مند بنانا اور خدا کے تابع کر دینا۔ جب انسان کے تمام جذبات اور اس کی کیفیات اور اس کے خیالات اور اس کی نیتیں کلیۃً خدا کے تابع ہو کر خدا کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں تو پھر بنی نوع انسان اور خدا کی مخلوقات کا ایک نیا عرفان اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ خدا کی نظر سے اور خالق کی نظر سے ان چیزوں کو دیکھتا ہے اور خالق کی نظر سے دیکھنا اور مخلوق کی نظر سے دیکھنا دو بالکل مختلف چیزیں ہیں۔ ایک انسان جب ایک مخلوق کی حیثیت میں دوسری مخلوق سے اپنے تعلقات قائم کرتا ہے تو اس میں ہمیشہ یہ خوف دامنگیر رہتا ہے کہ خدا کی کسی اور مخلوق سے جس سے کم تعلق ہے اپنے تعلق کی خاطر انسان ظلم نہ کرے۔ اس سے ناانصافی کا برتاؤ نہ کرے کیونکہ مخلوق تو ساری خدا ہی کی ہے۔ ایک مخلوق پسندیدہ ہو گئی۔ ایک اس کے مقابل پر مغضوب بن گئی۔ ایک مخلوق کی محبت حاصل کرنے کے لیئے ایک دوسری مخلوق کو معتوب بنایا گیا یا اس کی نفرتیں مول لی گئیں کیونکہ انسان کا مخلوق سے تعلق ایک غیریت کا تعلق ہے۔ مخلوق ہونے کے نتیجہ میں ہم جنس کا بھی تعلق ہے لیکن اسکے باوجود دوسری مخلوق غیر رہتی ہے۔ جب انسان خالق کی نظر سے مخلوق کو دیکھتا ہے تو ایسے ہے جیسے ماں کی نظر سے بچوں کو دیکھ رہا ہو۔ جیسے ایک تخلیق کرنے والا اپنی سب تخلیق کو پیار کی نظر سے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اس کی اس محبت کے نتیجہ میں اس کی بعض تخلیقات کو بعض دوسری تخلیقات سے کوئی خطرہ نہیں رہتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو عارف باللہ ہیں اور ان تمام مراحل سے گزرے ہوئے ہیں وہ ان کیفیات کو اندر سے جانتے ہیں۔ آپ اپنے ایک عربی کلام میں فرماتے ہیں اور اس میں اس مضمون کو اور زیادہ آگے بڑھا دیا گیا ہے۔

سے اَلْعَاقِلُوْنَ بِعَالَمِیْنَ یَرَوْنَہٗ
وَالْعَارِفُوْنَ بِہٖ رَاَوْا اَشْیَاءَ

فرمایا ہے۔ کچھ عاقلین ہیں اور عارفین وہ ہیں جو خدا کی مخلوق پر اس طرح غور کرتے ہیں کہ مخلوق خدا اُن کو خدا کی طرف لیجاتی ہے۔ تعلق باللہ مخلوق سے ایک عام تعلق کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے اور گہرائی سے اس کا مطالعہ ان کو خدا کی طرف لیجاتا ہے۔ فرمایا۔ وَالْعَارِفُوْنَ بِہٖ رَاَوْا اَشْیَاءَ۔ لیکن عارف وہ ہوتا ہے جو خدا کو پا لینے کے بعد پھر خدا کی نظر سے ان چیزوں کو دیکھنے لگ جاتا ہے۔ پہلے عالم نے مخلوق کی نظر سے اس کو خدا کی طرف راہنمائی کی جیسا کہ اولی الالباب والی آیت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ خدا کی مخلوقات پر غور کیا۔ ہر مخلوق خدا کی طرف انگلی اٹھا رہی ہے۔ اسی کی طرف اشارے کر رہی ہے۔ اسی کی طرف چلنے جانے کا اعلان کر رہی یا ہدایت کرتی چلی جاتی ہے۔ پھر خدا کو پا لیتا ہے تو مخلوق سے قطع تعلق دائمی نہیں ہو جاتا بلکہ تعلق دائمی ہو جاتا ہے لیکن اصلاح شدہ تعلق۔ وہ تعلق جیسا خدا کو اپنی مخلوق سے تعلق ہے ویسا تعلق بن جاتا ہے۔ کتنا گہرا عارفانہ شعر ہے۔ سے اَلْعَاقِلُوْنَ بِعَالَمِیْنَ یَرَوْنَہٗ۔ وَالْعَارِفُوْنَ بِہٖ رَاَوْا اَشْیَاءَ۔ پھر جب انسان عرفان بھی حاصل کر لیتا ہے۔ عارف باللہ بن جاتا ہے تو پھر اللہ کی نظر سے ساری مخلوق کو دیکھنے لگ جاتا ہے۔

ر اِنَّا غُمِسْنَا مِنْ عِنَایَۃِ رَبِّنَا ۔ فِی النُّوْرِ بَعْدَ تَمَزُّقِ الْاَھْوَاءِ
ہم نے اپنے رب اللہ کی عنایت سے، فی النور، خدا کے نور میں غوطے لگائے بَعْدَ تَمَزُّقِ الْاَھْوَاءِ اور یہ غوطے تب لگائے جب اپنی ھوا و نفس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ان سے کلیتہً تعلق توڑ دیا۔

ت اِنِّیْ شَرِبْتُ کُئُوْسَ مَوْتٍ لِلْھُدٰی ۔ فَوَجَدْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ عَیْنَ بَقَاءِ
میں نے موت کے پیالے پر پیالے پئے لِلْھُدٰی: ہدایت کی خاطر۔ فَوَجَدْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ عَیْنَ بَقَاءِ پس موت کو اختیار کرنے کے بعد میں نے اب بقا کا چشمہ حاصل کیا۔ بقاء کا پانی، بقا کا سرچشمہ مجھے اس موت کو اختیار کرنے کے بعد نصیب ہوا۔ فرمایا:

سے یَا اَیُّھَا النَّاسُ اشْرَبُوْا مِنْ قِرْبَتِیْ
قَدْ مُلِیَٔ مِنْ نُوْرِ الْمُفِیْضِ سِقَائِیْ

اے بنی نوع انسان آؤ اور میری مشک سے خوب پانی

پیو۔ قَدْ مُلِیَٔ مِنْ نُوْرِ الْمُفِیْضِ سِقَائِیْ کیونکہ یہ مشک فیضان کرنے والے خدا کے نور سے بھری ہوئی ہے۔ اس میں دنیاوی تعلقات کی کوئی ملونی باقی نہیں رہی۔

یہ بنی نوع انسان کی طرف وہ لوٹنا ہے جسے تَدَلّٰی کہا جاتا ہے دَنَا فَتَدَلّٰی۔ جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم نے خدا کی طرف رجوع کیا اور خدا کا فیضان حاصل کیا۔ خدا کا بن گئے۔ سارے خدا کو اپنے وجود میں اس طرح داخل فرما لیا کہ غیر اللہ کا کوئی نشان باقی نہیں رہا۔ آپ کا ہاتھ اٹھتا تھا تو خدا کا ہاتھ اٹھتا تھا۔ آپ کی نظر کسی پر پڑتی تھی تو خدا کی نظر پڑتی تھی۔ آپ کا دل کسی کی طرف مائل ہوتا تھا تو خدا کا دل مائل ہوتا تھا۔ آپ کا دل کسی سے اچاٹ ہوتا تھا تو خدا کا دل اچاٹ ہوتا تھا۔ یہ وہ کیفیت تھی جس کے بعد آپ بنی نوع انسان کی طرف دوبارہ جھکے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ہی کی غلامی سے یہ فیض پایا اور ایک دفعہ پھر دنیا کو دَنَا فَتَدَلّٰی کا یہ نظارہ دکھایا ہے۔ جماعت احمدیہ اگر ابدی زندگی چاہتی ہے۔ اگر جماعت احمدیہ دعوت الی اللہ کا حق ادا کرنا چاہتی ہے تو اس مضمون کو پوری طرح سمجھ کر اسے اپنے دلوں پر، اپنے دماغوں پر، اپنے اعمال میں جاری کر دیں پھر دیکھیں کہ آپ خدا کے ہو جائیں گے اور خدا آپ کا ہو جائے گا اور دنیا کا کوئی تعلق اس راہ میں حائل نہیں ہو سکتا۔

نوٹ: مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر کلیتہً اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

(ادارہ)

سے: انجامِ آتھم۔

تیسری قسط

واقفینِ نَو کے والدین کیلئے ضروری ہدایات

از: محترمہ خورشید عطا صاحبہ کراچی (پاکستان)

تیسرا دَور ایک سال کی عمر سے دو سال کی عمر تک۔

سکھانے کی عمر کا تعین ممکن نہیں ہوتا۔ اصل میں بچہ کی G.O پر ہوتا ہے یا دوسرے لفظوں میں فطری رجحانات پر ہوتا ہے۔ بعض بچے آسانی سے سیکھ لیتے ہیں۔ کچھ مشکل سے سیکھتے ہیں۔ اور کچھ نسبتاً دیر سے سیکھ لیتے ہیں۔

یہ بات ذہن میں رکھنی ہوگی کہ ہر بچہ ایک عمر میں یکساں طور پر نہیں سیکھے گا۔ اس فرق سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہر بچہ کی فطرت اور صلاحیت ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ جو انداز [illegible] پیش کئے گئے ہیں یہ اوسط درجہ کے [illegible] گئے ہیں۔ اس میں کمی بیشی یعنی فرق۔ اکتساب کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔ نیز ایک سال کی عمر ایک حتمی حد نہیں۔ کوئی بچہ ۱۰ ماہ میں چلنے لگتا ہے کوئی ڈیڑھ سال کا ہو کر چلنے لگتا ہے۔

جب بچہ چلنا شروع کرے تو اُسے واکر میں بالکل قید نہ کر دیا جائے بعض مائیں بچوں کو میلا ہونے سے بچانے کے لئے اُسے پہلے ہی واکر میں بٹھا دیتی ہیں یہ قدرتی اور فطری طریقہ نہیں۔ کمرے قالین پر فرش پر گھاس پر تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دیں تاکہ وہ اپنی مرضی سے حرکت (MOVE) کر سکے۔ ہاں خیال ضرور رکھیں کہ وہ کوئی چیز اُٹھا کر منہ میں نہ ڈال لے رینگ کر چلنے کا ارتقائی دَور ضرور آنے دینا چاہیئے۔

فرانسیسی فلاسفر روسو کا کہنا ہے کہ "انسان آزاد پیدا ہوتا ہے مگر بندھنوں میں قید کر دیا جاتا ہے" اُسے فطری تعلیم ملنی چاہیئے۔ کم از کم فطری ماحول مہیا کرنا چاہیئے تمدنی تکلفات میں انہیں جکڑنا چاہیئے۔ ڈایپرز اور PAMPERS کس دیئے جاتے ہیں۔ تنگ اور چست کپڑے پہنا دیئے جاتے ہیں بچہ اظہار تو نہیں کر سکتا مگر اس کے چہرے سے بے اطمینانی جھلکتی ہے۔ موسم کا خیال کئے بغیر موٹے یا واش اینڈ ویئر کپڑے پہنا دیئے جاتے ہیں تاکہ بچہ سمارٹ نظر آئے۔ بچہ ان پابندیوں میں بے چینی محسوس کرتا ہے تو وہ چڑچڑا۔ بدمزاج اور رونے والا بچہ بن جاتا ہے۔

بچہ کو چیڑ چیڑے پن اور ضدی پن سے محفوظ رکھنے کے لئے اسے بار بار ٹوکنا۔ منع کرنا مضر اشیاء ہاتھ سے چھیننا نہیں چاہیئے۔ یہ عمر اس لحاظ سے سخت آزمائش کا دور ہوتا ہے۔ بچہ کچھ کرنا چاہتا ہے مگر ہر وقت ماں باپ اس کو روکتے ٹوکتے ہیں کہ یہ نہ کرو۔ یہ نہ پکڑو۔ ادھر مت جاؤ۔ اوپر مت چڑھو گر جاؤ گے۔ رینگنے اور قدم قدم چلنے کا دور ماں باپ کے لئے بہت مسائل پیدا کرتا ہے۔ اس کے چلنے سے خوش بھی ہوتے ہیں اور بیزار بھی۔ یہ بات بچہ نوٹ کرتا ہے لیکن تضاد کو سمجھ نہیں پاتا۔ جو اشیاء بچے کے لئے خطرناک ہوں یا چیزوں کے نقصان کا اندیشہ ہو ان کو محفوظ مقام پر رکھ دیا جائے تاکہ نہ تو بار بار منع کرنے اور روکنے سے بچہ کی طبیعت میں چڑچڑا پن آئے گا۔ اور نہ ہی ماں کے اعصاب پر تناؤ کی کیفیت طاری ہو گی۔

اس دَور میں بچہ بولنا بھی شروع کر دیتا ہے۔ اب آپ جو چاہے بولنا سکھائیے اس کی VOCABULA-RY۔ ذخیرہ الفاظ میں ایسے الفاظ (FEED) ڈالیئے جن کی ہمارے واقفین نو کو ضرورت ہے۔ اخلاقی۔ مذہبی شرعی اصطلاحیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ رسول اللہ۔ نماز۔ قرآن کی اصطلاحیں یوں تو اس عمر میں بچہ گالی بھی دے تو بہت پیارا لگتا ہے۔ سب بار بار گالی سنتے اور خوش ہوتے۔ یا ایسی باتیں جو نازیبا ہوتی ہیں لیکن بچے کے منہ سے بُری نہیں لگتیں۔ کچھ عرصہ بعد انہیں باتوں اور گالیوں پر ڈانٹ پڑنے لگتی ہے تو بچہ حیران ہو جاتا ہے اور ایک اُلجھن کا شکار ہو جاتا ہے کہ پہلے اسے اسی بات پر داد ملتی تھی اب ڈانٹ کیوں ملتی ہے۔ پہلے دن ہی سے نازیبا بات یا حرکت کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیئے اس کے لئے بہتر ہے کہ بچہ کی منفی بات یا حرکت کا نوٹس ہی نہ لیا جائے۔ بچہ خود بخود اس کو ترک کر دے۔ ورنہ دہرائے گا پھر چھڑوانا قدرے مشکل ہو گا۔

تقلیدی جبلت کے تحت اس دور میں بچہ ماحول سے بہت زیادہ اکتساب اور اثر قبول کرتا ہے۔ اسی دَور میں قوتِ حافظہ بے حد تیز ہوتی ہے۔ عمر کے مقابلے میں قوت بھی زیادہ ہوتی ہے البتہ ذہنی بصیرت نہایت کم ہوتی ہے اس لئے اس کی صلاحیت قوت کو تقلیدی جبلت سے ہم آہنگ کر کے اس کے سامنے اعلیٰ مثالی کردار پیش کرنا ہو گا۔ بڑے بہن بھائیوں اور دیگر اہلِ خانہ سب کو محتاط ہو کر عملی نمونہ پیش کرنا ہو گا۔ ایک واقفِ نو کی برکت سے باقی اہلِ خانہ بھی تربیت کا عملی نمونہ پیش کرتے کرتے خود ہی تربیت یافتہ ہو جائیں گے۔ دوسرے لفظوں میں بچہ ہماری تربیت کر رہا ہو گا۔ انشاء اللہ ہوتے ہوتے اسلامی معاشرہ تشکیل پا جائے گا۔

جھوٹ سے بچانے کے لئے یہ نکتہ ذہن میں رہے۔ بچہ جھوٹ بلکہ ہر بُرائی سے ناآشنا ہوتا ہے۔ بعض بُرائیاں جبلی تقاضوں کی تربیت (TAME) نہ کرنے کی صورت میں نمودار ہوتی ہیں۔ لیکن بچوں کو جھوٹ بڑے سکھاتے ہیں اس کی تہہ میں براہِ راست کوئی جبلت ملوث نہیں ہوتی۔

اوّل تو یہ ہے کہ سزا کے خوف سے جھوٹ بولے گا۔ دوم لالچ دینے سے وہ جھوٹ سیکھ جائے گا۔ مثلاً بچہ سے کہا جائے کہ اگر تم نے یہ حرکت کی تو پٹائی ہو گی۔ یا "بابا" آجائے گا۔ کوئی مطلوبہ کام کروانے کے لئے ٹافی بسکٹ یا اس کی من پسند چیز دینے کا لالچ دیا جائے تو وہ سزا سے بچنے کے لئے یا انعام حاصل کرنے کے لئے اپنی ذہانت کی بنا پر جھوٹ بولے گا جھوٹ کا فی الحال تعارف ہی نہ کروائیں اسے ناآشنا ہی رہنے دیں۔

یاد رہے کہ جب بچہ بولنا سیکھتا ہے تو بہت سی باتیں آپ کو ایسی سنائے گا جو فرضی ہوں گی۔ بے ربط۔ اور حقیقت سے دور۔ یہ جھوٹ نہیں۔ یہ اس کا تصور (جو ناپختہ) ہوتا ہے۔ وہ باآوازِ بلند سوچتا ہے جتنی فرضی اور بے سروپا باتیں سنائے گا اتنا ہی اس کا تصور وسیع اور زرخیز ہو گا۔ ایسا بچہ بڑا ہو کر تخلیقی کام کرنے کا اہل ہو گا۔ اس لئے جھوٹ اور تصور میں فرق سمجھ لیں۔ بچوں کو ایسی کہانیاں سنائی جائیں جن میں نیکی بدی پر فتح پاتی ہو۔ بُرائی کا انجام بُرا ہو۔

اس ضمن میں ایک اور بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ بچہ کو دوزخ کے تصور سے اس قدر نہ ڈرایا جائے کہ بڑے ہو کر بالکل ضمیر کا مجرم بن جائے۔ بعض مائیں بات بات پر جہنم کی آگ اور دیگر تفصیلات سے اس کی چھوٹے بچوں کو ڈراتی رہتی ہیں۔ ایسے بچوں میں لکنت پیدا ہو جاتی ہے۔ خود اعتمادی کم ہو جاتی ہے۔ نیکی بدی میں اتنا زیادہ امتیاز کرنے کی وجہ سے انہیں ڈر رہتا ہے کہ کہیں یہ بات بُری تو نہیں۔ یہ انتہائی حالت سخت مضر اثرات شخصیت پر چھوڑتی ہے۔ دوزخ کا تعارف اعتدال کی حد تک کروایا جائے۔

صبر کی عادت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ فوری طور پر بچہ کی خواہش یا ضرورت پوری نہ کریں بلکہ اسے اُمید دلائیں کہ ابھی تھوڑی دیر کے بعد ٹافی بسکٹ (یا جو بھی وہ مانگ رہا ہو) دے دیں گے! "ابھی" "ٹھہرو" وقت صبر کا اہم جز ہے ٭

واقفینِ نو کے بارے حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:۔

اہمیت

"یہ بچے قربانی کے بکروں سے بہت زیادہ رکھتے ہیں اور انکے ماں باپ کو اس سے بہت زیادہ محبت ہے انکو خدا کے حضور پیش کرنا چاہیئے جتنی محبت سے خدا کی راہ میں بکرا ذبح کرنے والا اسکی تیاری کرتا ہے یا مینڈھے کی تیاری کرتا ہے انکا زیور کیا ہے وہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ ہی سے یہ سجائے جائیں گے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء)

مدلل و مسکت جوابات

قسط ۳

راہِ ھُدیٰ

تحریر ـــــ ایم کے خالد

دیوبندی عالم مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی کے رسالہ "قادیانیوں کو دعوت اسلام" کے جواب میں ـــــ (ادارہ)

اب ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ اس مولوی کے دماغ میں یہ "دو محمد" کا خیال آیا کس طرح ؟ ہم نے جب تحقیق کی آخر ایسا جاہلانہ خیال حضرت مرزا صاحب کی طرف انہوں نے منسوب کیسے کیا ؟ تو دوران تحقیق یہ بات سامنے آئی کہ یہ مولوی صاحب کا قصور نہیں ہے بلکہ ان کے بزرگوں نے یہ کیڑا ان کے دماغ میں داخل کیا ہے۔ چنانچہ دیوبندی فرقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو چودھویں صدی کا مجدد تسلیم کرتا ہے ان کی وفات پر دیوبندی فرقہ کے ایک اور بزرگ شیخ الھند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی مرثیہ لکھتے ہوئے ان کے بارے میں یہ کہتے ہیں ہے

زباں پر اہل اھواء کی ہے کیوں اعل ھبل شاید
اُٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

(مرثیہ صفحہ ۶ طبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

اس شعر میں گنگوہی صاحب کو بانی اسلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی کہا گیا ہے۔ اور ثانی کا معنی ہے دوسرا

دیکھا آپ نے مولوی لدھیانوی صاحب نے کہیں اور سے بات اٹھائی اور کہیں اور لگا دی۔ معلوم ہوتا ہے ترقی یافتہ دور میں بھی ان کی طرح یادداشت بھی کمزور ہے۔

اب ہم حضرت مرزا صاحب کی وہ تحریرات پیش کرتے ہیں جن سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ حضرت مرزا صاحب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر اپنا کیا مقام و مرتبہ گردانتے تھے۔ ان تحریروں پر غور فرمائیے۔ اگر پھر بھی مولوی صاحب بہتان طرازی سے باز نہ آئے تو خدا اسکو سامنے جواب دہ ہونگے۔ اور یاد رکھیں کہ موت کے بعد توبہ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت نے اس زمانہ میں ان دونوں لقبوں کا مجھے وارث بنا دیا اور یہ دونوں لقب میرے وجود میں اکٹھے کر دیئے۔ سو میں ان معنوں کے رو سے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔ اور یہ وہ طریق ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں۔ سو مجھے دو بروز عطا ہوئے ہیں۔ بروز عیسیٰ اور بروز محمد ؐ" (ضمیمہ رسالہ جہاد صفحہ ۶ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۷ صفحہ ۲۸)

آپ اپنے ایک شعر میں اسی مضمون کو یوں بیان فرماتے ہیں :-

لیک آئینہ ام زرب غنی
از پئے صورت مہ مدنی

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۸)

کہ میں مدینہ کے چاند حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دکھانے کے لئے خدا کی طرف سے آئینہ بن کر آیا ہوں۔

نیز فرماتے ہیں ہے

وارث مصطفیٰ شدم بہ یقین
شدہ رنگین بہ رنگ یار حسین

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۴۷۷)

کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث بن کر آیا ہوں (آپ کا اُمتی اور روحانی بیٹا ہونے کے سبب) اور میں اپنے اس حسین محبوب کے رنگ میں رنگین ہو کر آیا ہوں۔

نیز فرماتے ہیں :-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطا کیا تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۱ طبع اول روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۶۳)

جیسا کہ پانی یا آئینہ میں ایک شکل کا جو عکس پڑتا ہے اس عکس کو مجازاً کہہ سکتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے ایسے شخص کو مثیل، عکس یا ہم صفت ہونے کے سبب بروزی طور پر اصل کا نام دینے کا محاورہ اُمت میں ابتداء سے آج تک مستعمل ہے۔ چنانچہ اسی محاورہ کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنے بارے میں استعمال فرمایا ہے۔

بزرگان اُمت کی نظر میں ہمارے مہدی اور مسیح موعود کا مقام

لدھیانوی صاحب اعتراض کرتے ہیں کہ تیرہ سو سال میں اُمت محمدیہ میں سے کوئی شخص بھی اس بات کا قائل نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ ہو گی اور کوئی شخص آپ کا ظل اور بروز بن کر آئے گا۔

بزرگان اُمت کے بعض ایسے اقوال ہم ذیل میں درج کرتے ہیں جن میں اُمت محمدیہ میں آنے والے ہمارے مہدی اور مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا مظہر اور آپ کا ظل اور بروز قرار دیا گیا ہے۔

ان تحریرات سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ مولوی صاحب بزرگان اُمت کے ان عقائد اور تعلیمات سے آشنا ہی نہیں تو پھر ان کو مذہبی اُمور میں ایسے دعوے کرنے کا کوئی حق نہیں یا پھر ان سب باتوں کا علم رکھنے کے باوجود محض جھوٹ سے کام لیتے ہوئے عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسی تحریریں اُمت مسلمہ کے لٹریچر میں کثرت سے موجود ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا ذکر ہے۔ اور آنے والے موعود کو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز قرار دیا گیا ہے۔

(۱) :- حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی جنہیں لدھیانوی صاحب بارھویں صدی ہجری کا مجدد قرار دیتے ہیں فرماتے ہیں۔

"اعظم الانبیاء شانا من له نوع اخر من البعث ایضا وذلک ان یکون مراد اللہ تعالیٰ فیه ان یکون سببا لخروج الناس من الظلمات الی النور وان یکون قومه خیر امة اخرجت للناس فیکون بعثه یتناول بعثا اخر"

(حجة اللہ البالغہ جلد اوّل باب حقیقة النبوة وخواصھا صفحہ ۸۳ مطبوعہ ۱۲۸۶ھ)

یعنی شان میں سب سے بڑا نبی وہ ہے جس کی ایک دوسری قسم کی بعثت بھی ہو گی اور وہ اس طرح ہے کہ مراد اللہ تعالیٰ کی دوسری بعثت میں یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لانے کا سبب ہو اور اس کی قوم خیر اُمت ہو جو تمام لوگوں کے لئے نکالی گئی ہو لہٰذا اس نبی کی پہلی بعثت دوسری بعثت کو بھی لئے ہوئے ہو گی۔

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بروز حقیقی کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

اما الحقیقی فعلی ضروب ...... و تارة اخری بان تشتبک بحقیقة رجل من اله او المتوسلین الیه کما وقع لنبینا بالنسبة الی ظهور المهدی۔

(تفہیمات الٰہیہ جزو ثانی تفہیم نمبر ۲۴۴ صفحہ ۱۹۸ مطبوعہ مدینہ برقی پریس - بجنور ۱۹۳۶ء)

یعنی حقیقی بروز کی کئی اقسام ہیں ..... کبھی یوں ہوتا ہے کہ ایک شخص کی حقیقت میں اس کی آل یا اس کے متوسلین داخل ہو جاتے ہیں جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مہدی سے تعلق میں اس طرح کی بروزی حقیقت وقوع پذیر ہو گی۔ یعنی مہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی بروز ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب الخیر الکثیر میں فرماتے ہیں :-

حق له ان ینعکس فیه انوار سید المرسلین صلی اللہ علیه وسلم ویزعم العامة انه اذا نزل الی الارض کان واحدا من الامة کلا بل هو شرح الاسم الجامع المحمدی ونسخة منتسخة منه فشتان بینه وبین احد

من الامۃ۔

(الخیر الکثیر صفحہ ۲۷ مطبوعہ بجنور)

یعنی اُمت محمدیہ میں آنے والے مسیح کا حق یہ ہے کہ اس میں سید المرسلین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کا انعکاس ہو۔ عوام کا خیال ہے کہ مسیح جب زمین کی طرف نازل ہوگا تو وہ صرف ایک اُمتی ہوگا ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع محمدی کی پوری تشریح ہوگا اور اسی کا دوسرا نسخہ ہوگا۔ پس اس میں اور ایک عام اُمتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔

اس عبارت میں حضرت شاہ صاحب نے آنے والے مسیح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کا پورا عکس اور آپ کا کامل ظلی و بروز قرار دیا ہے۔

(۲) حضرت امام عبدالرزاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح فصوص الحکم میں لکھا ہے۔

"المھدی الذی یجیٔ فی آخر الزمان فانہ یکون فی احکام الشرعیۃ تابعا لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وفی المعارف والعلوم والحقیقۃ تکون جمیع الانبیاء والاولیاء تابعین لہ کلھم ...... لان باطنہ باطن محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(شرح فصوص الحکم مطبوعہ مصر صفحہ ۵۲)

یعنی آخری زمانے میں آنے والا مہدی احکام شرعیہ میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہوگا۔ لیکن علوم و معارف اور حقیقت میں آپ کے سوا تمام انبیاء اور اولیاء مہدی کے تابع ہوں گے کیونکہ مہدی کا باطن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہے۔

یہ قول سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اس میں بھی انہوں نے امام مہدی کے باطن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن قرار دے کر انہیں آپ کا عکس اور ظلی و بروز ہی قرار دیا ہے۔

شیخ محمد اکرم صابری لکھتے ہیں:۔

"محمد بود کہ بصورت آدم در مبداء ظہور نمود یعنی بطور بروز در ابتداء آدم روحانیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم در آدم متجلی شد... وہم او باشد کہ در آخر بصورت خاتم ظاہر گردد یعنی در خاتم الولایت کہ مہدی است نیز روحانیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بروز و ظہور خواہد کرد و تصرفہا خواہد نمود۔"

(اقتباس الانوار صفحہ ۵۲ مؤلفہ شیخ محمد اکرم صابری)

یعنی "محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جنہوں نے آدم کی صورت میں دنیا کی ابتداء میں ظہور فرمایا یعنی ابتدائے عالم میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بروز کے طور پر حضرت آدم میں ظاہر ہوئی اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے جو آخری زمانہ میں خاتم الولایت امام مہدی کی شکل میں ظاہر ہوں گے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت مہدی میں بروز اور ظہور کرے گی۔

اس عبارت میں بھی امام مہدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز قرار دیا گیا ہے۔

(۴): حضرت ملا جامیؒ خاتم الولایت امام مہدی کے درجے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"فمشکوٰۃ خاتم الانبیاء ھی الولایۃ الخاصۃ المحمدیۃ وھی بعینھا مشکوٰۃ خاتم الاولیاء لانہ قائم بمظہریتھا۔"

(شرح فصوص الحکم ہندی صفحہ ۶۹)

یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشکوٰۃ باطن ہی محمدی ولایت خاصہ ہے اور وہی بجنسہ خاتم الاولیاء حضرت امام مہدی علیہ السلام کا مشکوٰۃ باطن ہے۔ کیونکہ امام موصوف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی مظہر کامل ہیں۔

اس عبارت میں بھی امام مہدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کا مظہر اور بروز قرار دیا گیا ہے۔

(۵): عارف ربانی محبوب سبحانی حضرت سید عبدالکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"اس (یعنی امام مہدی علیہ السلام) سے مراد وہ شخص ہے جو صاحب مقام محمدی ہے اور ہر کمالی کی بلندی میں کامل اعتدال رکھتا ہے"

(انسان کامل اردو۔ باب نمبر ۶۱ علامات قیامت کے بیان میں صفحہ ۳۷۲ مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور۔ بار اوّل)

(۶): حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر خاتم الولایت امام مہدی تک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بارز ہیں۔ پہلی بار آپ نے حضرت آدم علیہ السلام میں بروز کیا ہے اور پہلے قطب حضرت آدم علیہ السلام ہوئے ہیں۔ دوسری بار حضرت شیث علیہ السلام میں بروز کیا ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء اور رسل صلوات اللہ علیہم میں بروز فرمایا ہے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسد عنصری (جسم) سے تعلق پیدا کر کے جلوہ گر ہوئے اور دائرہ نبوت کو ختم کیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ میں بروز فرمایا ہے پھر حضرت عمرؓ میں بروز فرمایا پھر حضرت عثمانؓ میں بروز فرمایا۔ اس کے بعد حضرت علیؓ میں بروز فرمایا ہے۔ اس کے بعد دوسرے مشائخ عظام میں نوبت بہ نوبت بروز کیا ہے۔ اور کرتے رہیں گے حتیٰ کہ امام مہدی میں بروز فرماویں گے۔ پس حضرت آدمؑ سے امام مہدی تک جتنے انبیاء اور اولیاء قطب مدار ہوئے ہیں۔ تمام روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مظاہر ہیں اور روح محمدی نے ان کے اندر بروز فرمایا ہے۔ پس یہاں دو روح ہوئے ہیں ایک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح جو بارز ہے دوسری اس نبی یا ولی کی روح جو مبرز فیہ اور مظہر ہے۔"

(مقابیس المجالس المعروف بہ اشارات فریدی حصہ دوم صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ مؤلفہ رکن الدین صاحب مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ ۱۳۲۱ھ زیر انتظام صوفی تا در علی خان)

اس عبارت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء اور اُمت میں پیدا ہونے والے جملہ اولیاء اور مجددین سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز بن کر آئے تھے اسی طرح امام مہدی بھی بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن کر آئے گا۔

آپ نے بروزیت اور عینیت کے متعلق گذشتہ بزرگوں کے حوالے تو پڑھ لئے ہیں۔ لیکن آپ کو چونکہ اُمت محمدیہ میں ایسی شان کے آدمی پیدا ہونے پر بے بنیاد اعتراض ہے۔ اس لئے ہم آپ کو آپ کے بزرگ قاری محمد طیب صاحب کے الفاظ یاد دلاتے ہیں کہ آپ سب کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائے تو نہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلی اور بروز ہوں گے بلکہ شانِ خاتمیت رکھتے ہوں گے۔

(۷): دیوبندی فرقہ کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند آنے والے مسیح کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"لیکن پھر سوال یہ ہے کہ جب خاتم الدجالین کا اصلی مقابلہ تو خاتم النبیین سے ہے مگر اس مقابلہ کے لئے نہ حضور کا دنیا میں تشریف لانا مناسب نہ صدیوں باقی رکھا جانا شایان شان، نہ زمانہ نبوی میں مقابلہ ختم قرار دیا جانا مصلحت اور ادھر ختم دجالیت کے استیصال کے لئے چھوٹی موٹی روحانیت تو کیا بڑی سے بڑی ولایت بھی کافی نہ تھی عام مجددین اور ارباب ولایت اپنی پوری روحانی طاقتوں سے بھی اس سے عہدہ برآ نہ ہو سکتے تھے جب تک کہ نبوت کی روحانیت مقابل نہ آئے۔ بلکہ محض نبوت کی قوت بھی اس وقت تک کارگر نہ تھی جب تک کہ اس کے ساتھ ختم نبوت کا پاور شامل نہ ہو تو پھر شکست دجالیت کی صورت بجز اس کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ اس دجال اعظم کو نیست و نابود کرنے کے لئے اُمت میں ایک ایسا خاتم المجددین آئے جو خاتم النبیین کی غیر معمولی قوت کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہو اور ساتھ ہی خاتم النبیین سے ایسی مناسبت تامہ رکھتا ہو کہ اس کا مقابلہ بعینہ خاتم النبیین کا مقابلہ ہو۔ مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ ختم نبوت کی روحانیت کا انجذاب اسی مجدد کا قلب کر سکتا تھا جو خود بھی نبوت آشنا ہو محض مرتبہ ولایت میں یہ تحمل کہاں کہ وہ درجہ نبوت کی برداشت کر سکے۔ چہ جائیکہ ختم نبوت کا کوئی انعکاس اپنے اندر اتار سکے۔ نہیں بلکہ اس انعکاس کے لئے ایک ایسے نبوت آشنا قلب کی ضرورت تھی جو فی الجملہ خاتمیت کی شان بھی اپنے اندر رکھتا ہو تاکہ خاتم مطلق کے کمالات کا عکس اس میں اتر سکے۔ اور ساتھ ہی اس خاتم مطلق کی ختم نبوت میں فرق بھی نہ آئے اس کی صورت بجز اس کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ انبیائے سابقین میں سے کسی نبی کو جو ایک حد تک خاتمیت کی شان رکھتا ہو اس اُمت میں مجدد کی حیثیت سے لایا جائے جو طاقت تو نبوت کی لئے ہوئے ہو مگر اپنی نبوت کا منصب تبلیغ اور مرتبہ تشریع لئے ہوئے نہ ہو بلکہ ایک اُمتی کی حیثیت سے اس اُمت میں کام کرے اور

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۲ پر)

کیرنگ میں دو روزہ عظیم الشان کامیاب کانفرنس کا انعقاد

از:- مکرم سید آفتاب احمد صاحب نیّر مبلغ سلسلہ کیرنگ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کیرنگ بستی ۵۶ سال سے اپنا مقامی جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی سعادت پا رہی ہے۔ گذشتہ روایات کے مطابق امسال بھی جماعت احمدیہ کیرنگ نے ۲۷، ۲۸ اپریل کی تاریخوں میں اپنی اٹھاونویں سالانہ کانفرنس منعقد کی۔

اس کانفرنس میں شرکت کے لئے جماعت ہائے احمدیہ اڑیسہ کے احباب کے علاوہ مکرم الحاج احمد توفیق چودھری صاحب آف بنگلہ دیش جو ایک کامیاب اور پرجوش داعی الی اللہ اور سحر البیان مقرر ہیں اور مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ تشریف لائے۔

پہلے روز کا پہلا اجلاس

مورخہ ۲۷ اپریل بوقت نو بجے صبح زیر صدارت مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ پہلے دن کی پہلی نشست کا پروگرام شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم مولوی شمس الحق صاحب معلم وقف جدید نے کی۔

پرچم کشائی

صدر اجلاس نے لوائے احمدیت لہرانے کی رسم ادا کی جونہی لوائے احمدیت فضا میں لہرانے لگا تو فضا نعرۂ تکبیر اور دیگر اسلامی نعروں سے گونج اٹھی۔ پرچم کشائی کے بعد مکرم محمد نسیم صاحب نے خوش الحانی سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام حاضرین کو سنا کر محظوظ کیا۔

اس جلسہ کی افتتاحی تقریر مکرم صدر اجلاس نے فرمائی جس میں موصوف نے آیت کریمہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ کی روشنی میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی طرف سے جلسوں کے انعقاد کی غرض و غایت بیان فرمائی۔ اور بتایا کہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے اسلام کی خاطر کس رنگ میں قربانیاں پیش فرمائیں۔ اور اسی مقصد کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت بھی قربانیاں پیش کرتی چلی آرہی ہے۔

دوسری تقریر مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق مبلغ نیپال نے بعنوان "داعی الی اللہ اور اس کے فرائض" کی۔ مولوی صاحب موصوف نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی مخالفتوں کا ذکر کرتے ہوئے مخالفین کا انجام بتایا۔ اسی طرح ایک داعی الی اللہ کی صفات اور خوبیوں پر روشنی ڈالی۔

تیسری تقریر مکرم الحاج احمد توفیق چودھری صاحب کی ہوئی۔ آپ نے انڈیمان میں ہونے والی جماعت احمدیہ کی طرف سے حالیہ کانفرنس کا تذکرہ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام اکناف عالم میں کس طرح پھیلتا اور پھولتا چلا جا رہا ہے۔ قادیان ایک گمنام بستی تھی مگر اب شہرۂ آفاق بن چکی ہے۔ بعدہٗ وزیر مملکت ڈاکٹر پرسنّ کمار پاٹسانی Dr. Prasanna Kumar Patsani جو اڑیسہ کے کیبنٹ منسٹر بھی ہیں نے اپنی تقریر میں بتایا کہ آپ عرصہ دراز سے جماعت احمدیہ کی تعلیم اور نمونے سے واقف ہیں۔ صدر اجلاس کی اختتامی تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

دوسرا اجلاس

ساڑھے چار بجے شام دوسری نشست کا آغاز زیر صدارت مکرم ڈاکٹر شیخ عبد الباسط خان صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ اڑیسہ ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم عبد اللہ بلال صاحب نو احمدی نے کی۔ اس کے بعد مکرم مقصود احمد صاحب نے منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعودؑ خوش الحانی سے سنایا۔

پہلی تقریر مکرم مولوی شمس الحق صاحب معلم وقف جدید کی بعنوان "توحید اور ویدک دھرم" ہوئی۔ آپ نے وید گیتا اور ہندو شاستروں سے ثابت کیا کہ ویدک دھرم ایک سچا مذہب تھا اور اس نے بھی توحید کی تعلیم دی تھی لیکن مرور زمانہ کی وجہ سے ایک کو چھوڑ کر غیر اللہ کی پوجا و پرستش ہونے لگی۔ بعدہٗ دوسری تقریر خاکسار نے بعنوان "بعض غلط فہمیوں کا ازالہ" کی۔ خاکسار نے جماعت احمدیہ پر لگائے گئے بعض الزامات کا ازالہ کرتے ہوئے یہ بتایا کہ قرآن کریم کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں یہ غلط فہمیاں پیدا ہوئیں اور اس کو تقویت دینے میں علماء سوء نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ خاکسار کے بعد مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس کی تقریر ہوئی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت حضرت عیسیٰؑ کی وفات اور خاتم النبیین کی وضاحت فرمائی۔ بعدہٗ مکرم الحاج احمد توفیق چودھری صاحب کی تقریر ہوئی۔ آپ نے اپنی تقریر میں سناتن دھرم کی حقیقت سنیاس۔ کرشن۔ گوپی سنگھ اور لفظ اچھوت وغیرہ کی جدید رنگ میں تشریح کرتے ہوئے ان کی حقیقتوں سے آگاہ فرمایا۔ آخر میں صدر اجلاس کی اختتامی تقریر کے بعد پہلے دن کا جلسہ برخاست ہوا۔

دوسرا روز پہلا اجلاس

دوسرے دن کے جلسہ کی پہلی نشست ۹ بجے صبح زیر صدارت مکرم الحاج احمد توفیق چودھری صاحب ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم شیخ فضل الرحمٰن صاحب نے کی۔ بعدہٗ مکرم قیوم خان صاحب نے منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے

"ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے"

پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولوی رحمت اللہ صاحب معلم وقف جدید کیرنگ کی "سیرت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم" ہوئی۔ آپ نے اپنی تقریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا مختلف پیرائے میں ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپ کی رحمت ساری کائنات پر وسیع تھی۔ اس لئے قرآن کریم نے آپ کو رحمۃ للعالمین کہا۔ دوسری تقریر خاکسار نے بعنوان "حضرت مسیح ناصریؑ کی موت میں ہی اسلام کی زندگی ہے" کی۔ اور خاکسار نے بائبل، قرآن کریم، احادیث اور بعض اہم واقعات کی روشنی میں حضرت عیسیٰؑ کی وفات پر روشنی ڈالی۔ آخری تقریر مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس کی ہوئی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا "ظہور امام مہدیؑ"۔ آپ نے مختلف پیرائے سے امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کو ثابت فرمایا۔ اور بتایا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ناجی فرقہ کی خبر دی تھی وہ دراصل امام مہدیؑ کی جماعت تھی۔ صدر اجلاس کی اختتامی تقریر کے بعد یہ نشست برخاست ہوئی۔

آخری اجلاس:- اس کانفرنس کا آخری اجلاس کا آغاز ساڑھے چار بجے شام زیر صدارت مکرم شیخ ابراہیم صاحب صدر جماعت احمدیہ کیرنگ ہوا۔ مکرم مولوی غلام ہادی صاحب معلم وقف جدید کی تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم کلیم احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔ اس اجلاس میں مکرم مولوی فضل عمر صاحب مبلغ مولی بنی ہانغز، مکرم مولوی شیخ عبد العلیم صاحب مبلغ کٹک اور مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس کی تقاریر ہوئیں۔ انکے بعد خوردہ کالج کے تاریخ کے پروفیسر ڈاکٹر ڈی سی ۔ جی پانگرا صاحب نے تقریر کی۔ اپنے مذہب کے متعلق بتاتے ہوئے جماعت احمدیہ کی تعلیم اور پیغام کو سراہا۔ اس کے بعد مکرم الحاج احمد توفیق چودھری صاحب نے ہندو دھرم کی حقیقت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ہندو کوئی مذہب نہیں بلکہ سندھ کے رہنے والوں کو اہل فارس ہندو کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اسی طرح کرسچین یا عیسائیت کوئی مذہب نہیں بلکہ دشمنوں نے مسیح کے ماننے والوں کو کرسچین کہہ کر پکارنا شروع کیا۔

آخری تقریر یونین چرچ بھونیشور کے پادری ڈاکٹر جولیاوردھن کی ہوئی۔ پادری صاحب نے عیسائیت کی تعلیم اور خوبیاں بیان کیں۔ آخر میں صدر اجلاس نے شکریہ ادا کیا اور دعاؤں کے ساتھ یہ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کے احسن نتائج ظاہر فرمائے ✽

راہِ ھدیٰ (بقیہ صفحہ ۱۱)

خاتم النبیین کے کمالات کو اپنے واسطے سے استعمال میں لائے"

(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ ۲۲۸-۲۲۹ از قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند پاکستانی ایڈیشن اول مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۸۶)

قارئین کرام! فصل اول میں لدھیانوی صاحب نے جماعت احمدیہ پر جو افتراء باندھے تھے ان کے اصولی اور ناقابل تردید ٹھوس جوابات کے بعد ہم ان کی فصل دوم میں اٹھائے گئے اعتراضات و بہتانات کا جواب دیں گے انشاء اللہ۔ لیکن قبل اس کے کہ فصل دوم میں ہم داخل ہوں یہ قارئین کے گوش گذار کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ آئندہ فصول میں لدھیانوی صاحب نے جو جماعت احمدیہ پر افتراء باندھے ہیں ان کا اکثر و بیشتر اصولی اور کافی و شافی جواب فصل اول میں موجود ہے۔ اس لئے امید ہے قارئین فصل اول کے مندرجات کو ضرور ملحوظ خاطر رکھیں گے ✽

شاہراہ غلبۂ اسلام پر ہمارے بڑھتے ہوئے قدم

آل اڑیسہ دسواں سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ

امسال مجلس انصار اللہ آل اڑیسہ کا دو روزہ سالانہ اجتماع ۶/۷ جون کو احمدیہ مسجد بھونیشور میں منعقد ہوا۔ اڑیسہ کی پندرہ مجالس نے شرکت کی ۶؍جون کو صبح ۱۰ بجے اجتماع کی افتتاحی تقریب زیر صدارت مکرم عبد الباسط خاں صاحب امیر جماعت ہائے اڑیسہ شروع ہوئی۔ مکرم مولوی سید آفتاب احمد صاحب مبلغ سلسلہ کیرنگ نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ مکرم شیخ عبد الحکیم صاحب زعیم انصار اللہ بھونیشور نے عہد دہرایا اور صدر اجلاس نے لوائے احمدیت لہرانے کی رسم ادا کی۔ بعدہ مکرم عبد القادر خاں صاحب امیر جماعت بھونیشور نے محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت کا ارسال کردہ پیغام پڑھ کر سنایا اور صدر اجلاس نے اجتماعی دعا کے ساتھ افتتاحی تقریب کا آغاز فرمایا۔ ازاں بعد قرآن مجید اردو واڑیسہ۔ نظم خوانی۔ فی البدیہہ تقریر اور سوال و جواب کا مقابلہ ہوا۔ جس میں تمام مجالس کے افراد نے حصہ لیا۔

حسب پروگرام بعد نماز مغرب و عشاء تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مکرم مولوی شیخ عبد الحلیم صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم مولوی سید آفتاب احمد صاحب مبلغ سلسلہ۔ مکرم شمس الحق خاں صاحب معلم وقف جدید مکرم مولوی سید غلام مہدی صاحب ناصر سابق مبلغ اور صدر صاحب جماعت احمدیہ سورو نے تقاریر کیں۔ اور صدر جلسہ نے انصار اللہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اجتماعی دعا کے ساتھ اجلاس برخاست ہوا۔

مورخہ ۷؍جون کو اجتماع کا پروگرام باجماعت نماز تہجد سے شروع ہوا۔ ناشتہ کے بعد کھیلوں کے دلچسپ مقابلے کرائے گئے بعدہ مجلس مشاورت منعقد ہوئی جس میں زعماء کرام اور صدر صاحبان جماعت نے شرکت کی۔

ٹھیک تین بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا جس میں انصار اللہ کا تقریری مقابلہ ہوا اختتامی اجلاس زیر صدارت مکرم عبد الباسط خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ اڑیسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی سید آفتاب احمد صاحب۔ مکرم ناظم صاحب اعلیٰ اور صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔ آخر پر مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار کو انعامات دیئے گئے اور مکرم عبد القادر خاں صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ جماعت احمدیہ بھونیشور نے مہمانان کے کھانے کا بہتر رنگ میں انتظام کیا۔

اللہ تعالیٰ تمام معاونین کو جزائے خیر عطا فرما دے۔ اور اجتماع کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

(شیخ ابراھیم ناظم انصار اللہ اڑیسہ)

کیرلہ میں ہیلتھ سنٹر کی عمارت کا سنگ بنیاد

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک سکیم کے مطابق کیرلہ کے چار مقامات میں پچھلے ماہ (جون) سے نہایت کامیابی سے فضل عمر انگلش نرسری سکولز جاری ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اسی سکیم کے مطابق کیرلہ میں جماعت ہائے منار گھاٹ الانور اور موریا کنی کی قربت میں بمقام بھیم ناڈ ایک ہیلتھ سنٹر (دواخانہ) کی تعمیر کے لئے برلب سڑک ایک ۷۰ سینٹ (تقریباً پون ایکڑ) قطعہ زمین خرید اگیا۔ اس میں مجوزہ عمارت کی تعمیر کے لئے سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب مورخہ ۲۲؍جولائی ۱۹۹۲ء بروز بدھ وار شام کے پانچ بجے عمل میں آئی۔

اس تقریب میں شرکت کے لئے ہماری درخواست پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔ ناظر اعلیٰ قادیان تشریف لائے۔ تقریب میں شرکت کے لئے (باوجود شدید بارش کے موسم کے) کیرلہ کی ۱۰ جماعتوں کے سینکڑوں احباب جماعت اور سینکڑوں غیر مسلم و غیر احمدی افراد تشریف لائے۔

سڑک کے کنارے خریدے گئے قطعہ زمین میں نہایت خوبصورتی سے بنائے گئے پنڈال میں مکرم ڈاکٹر منصور احمد صاحب صوبائی امیر کی زیر صدارت مکرم ٹی۔ کے۔ محمود صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم A.Q مسلم صاحب صوبائی سکرٹری تبلیغ نے استقبالیہ تقریر کی۔ مکرم یو۔ منصور احمد صاحب صوبائی سکرٹری نے رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ عزیزم شفیق احمد نے موقعہ محل کے مطابق مالایالم زبان میں نہایت خوش الحانی سے نظم سنائی۔

محترم امیر صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں بتایا کہ اس دواخانہ کا مقصد صرف خدمت خلق ہے کسی قسم کی منافع خوری یا دنیاوی اغراض نہیں ہیں اس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے سنگ بنیاد رکھنے کا فریضہ سر انجام دیا اور محترم صاحبزادہ صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و کرم ہے کہ آج کی اس تقریب میں جو ایک نہایت مقدس فریضہ ہے جو اسلام ایک مسلمان پر عائد کرتا ہے اس میں شمولیت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ قرآن مجید کو بغور پڑھنے سے دو چیزیں نمایاں ہو کر سامنے آتی ہیں۔ (۱) خدا کے ساتھ پیار و محبت۔ اور (۲) شفقت علی خلق اللہ)

آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک سکیم کے مطابق ہندوستان میں خدمت خلق کے بہت سارے منصوبے بنائے گئے۔ اس کے مطابق ہندوستان میں مختلف مقامات میں تعلیمی ادارے اور میڈیکل سنٹر کھولے جائیں گے میں جماعت احمدیہ کیرلہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سب سے آگے آگئی اور اس طرح اولیت حاصل کرلی ہے آپ نے بتایا کہ بیماریاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک جسمانی اور دوسری روحانی دونوں بیماریوں کا علاج کرنے والے دونوں قسم کے ڈاکٹرز بھی دنیا میں ہیں۔ جس طرح دوائیوں میں شفا ڈالنے والا خدا ہے اسی طرح انسانی قلوب میں انقلاب پیدا کرنے والا بھی خدا ہے۔ آپ نے افریقہ میں احمدیہ ہسپتالوں میں شفا کے سلسلہ میں بعض ایمان افروز واقعات کا ذکر کرکے فرمایا۔ ہسپتالوں میں دوائیوں کے ساتھ ساتھ دعائیں بھی ہوتی ہیں۔ اسی لئے ہمارے ہسپتالوں میں دیگر ہسپتالوں کی نسبت شفا ہوتی ہے آخر میں آپ نے احمدی ڈاکٹروں کو نصیحت فرمائی کہ آپ دوا کے ساتھ ساتھ دعاؤں سے بھی مدد لیتے رہیں۔ اس کے بعد مکرم مولوی محمد ابو الوفا صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ نے اس دواخانہ کے قیام کے سلسلہ میں کام کرنے والے تمام افراد کا شکریہ ادا کیا۔

غریب طلباء میں کپڑوں کی تقسیم

بھیم ناڈ ایم۔ یو۔ پی سکول کے ۸۰ کے قریب غریب طالبات اور طلباء میں یونیفارم تقسیم کرنے کا مکرم عبد الجلیل صاحب سکرٹری خدمت خلق کی کوششوں سے انتظام ہوا تھا۔ چنانچہ اس موقعہ پر محترم صاحبزادہ صاحب نے مذکورہ سکول کے ہیڈ ماسٹر کو طلباء میں تقسیم کرنے کے لئے یونیفارم کے کپڑے دیئے جسے انہوں نے خلوص دل کے ساتھ شکریہ ادا کرتے ہوئے قبول کیا۔

اس کے بعد مکرم عبد العزیز صاحب (مسلم لیگ) صدر پنچایت کمیٹی نے جماعت احمدیہ کی اس خدمت خلق پر نہایت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ پنچایت جماعت احمدیہ کی ہمیشہ شکر گزار رہے گی۔ اور ہر قسم کے تعاون کے لئے تیار رہے گی۔ انہوں نے بتایا کہ ۲۰ ہزار افراد پر مشتمل اس پنچایت میں ایک معمولی دواخانہ کام کر رہا ہے۔ اس کے لئے اچھی

عمارت بھی نہیں ہے۔ اس ماحول میں جماعت احمدیہ کا یہ اقدام قابل صد تعریف ہے اس تقریب میں ایم۔ عبدالرحمٰن صاحب ایڈیٹر کیرلہ کاومودی شری رام چندر مسین کے۔ پی و امودرن ہیڈ ماسٹر مقامی P. U. سکول مکرم سید تنویر احمد صاحب ناظر نشر و اشاعت قادیان جو اس تقریب میں شمولیت کے لئے اپنے دورے کے دوران یہاں تشریف لائے تھے۔ مکرم A. P. گنجاموصاحب امیر جماعت کالیکٹ خاکسار محمد عمر۔ ڈاکٹر سی محمد صاحب۔ (کمیونسٹ پارٹی) ممبر پنچایت کمیٹی مکرم پروفیسر عبدالجلیل صاحب سکریٹری خدمت خلق اور مکرم عبدالرحمٰن صاحب کاکی ناڈ نے اس تقریب میں خطاب کیا۔ مکرم وی۔ ٹی۔ بشیر احمد صاحب نے شکریہ ادا کیا اس تقریب کی رپورٹ فوٹو کے ساتھ مالایالہ منورما ماتروبھومی اور دیگر مقامی اخبارات میں خصوصیت کے ساتھ شائع کی۔

اس ہیلتھ سینٹر کے لئے ایک MOBILE UNIT یعنی ایک وین (VAN) بھی خریدی گئی ہے تاکہ مضافات میں دوائیوں کی تقسیم اور علاج معالجہ کا انتظام ہو اس کے لئے مختلف میڈیکل کیمپوں کا بھی انتظام ہوگا۔

فری میڈیکل کیمپ

مورخہ ۲۵ جولائی ۹۲ء بروز ہفتہ جماعت احمدیہ ماترا (جو حال ہی میں قائم ہوئی جماعت ہے) کے زیر اہتمام ایک میڈیکل کیمپ کا نہایت شاندار رنگ میں انتظام ہوا۔ اس کیمپ میں محترم ڈاکٹر عبداللطیف صاحب MBBS. DEH (پیگاڈی) ڈاکٹر شریف احمد صاحب MBBS. M.S (کروناگپلی) ڈاکٹر ساجد احمد صاحب MBBS۔ لیڈی ڈاکٹر رضیہ مسعود صاحبہ MBBS اور ڈاکٹر فواد عبدالجلیل صاحب B.D.S (کروناگپلی) نے اس کیمپ میں نہایت شاندار خدمات سرانجام دیں۔ جزاھم اللہ یہ کیمپ صبح ۸½ بجے سے لے کر مسلسل شام ۵½ بجے تک جاری رہا اس میں ماترا اور مضافات سے سینکڑوں بیماروں نے اپنا طبی معائنہ کروایا اور دوائیاں حاصل کیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے فضل سے شفا عطا فرمائے آمین۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ کی اس سکیم کے مطابق جماعت احمدیہ کیرلہ کی صوبائی امارت نے جو تعلیمی اور طبی منصوبہ بنایا ہے اس میں اللہ تعالےٰ برکت عطا فرمائے اور اس کی وسعت کا انتظام فرمائے۔ آمین۔

اس موقعہ پر ایک سعید روح کو قبول احمدیت کی توفیق ملی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک اللہ تعالےٰ انہیں استقامت بخشے آمین

(محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

رشی نگر میں خدام الاحمدیہ کا ایک روزہ اجتماع

مورخہ ۲۴ مئی کو گیارہ بجے مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے ایک روزہ اجتماع کا انعقاد ہوا۔ اجتماع میں پروگرام کے مطابق دو اجلاس ہوئے۔ افتتاحی اجلاس محترم صدر جماعت احمدیہ رشی نگر کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت قرآن مجید۔ نظم اور صدر صاحب کے افتتاحی خطاب کے بعد عہد دہرایا گیا اور خدام الاحمدیہ رشی نگر کے علمی مقابلہ جات شروع ہوئے۔ اور تقریباً ڈھائی بجے تک اجتماع کا پروگرام جاری رہا۔ اس کے بعد ۴½ بجے تک اطفال الاحمدیہ کے مقابلہ جات ہوئے۔ اختتامی اجلاس صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کی زیر صدارت شروع ہوا۔ مکرم قائد صاحب نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

اختتامی اجلاس میں دوبارہ صدر مجلس نے خطاب فرمایا۔ اس اجتماع میں تقریباً ۳۰۰ کے قریب حاضری تھی۔ ہمسایہ گاؤں رام نگری۔ پبلک اسکول کے طلباء و اساتذہ صاحبان نے بھی شرکت کی۔ انہوں نے بھی مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ اور یہاں کے نظم و ضبط اور اسلامی ترقی پر وہ بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے ہماری اسلامی ترقی کے تمام تر پہلوؤں کو سراہا۔ اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام کو جب بچوں اور خدام نے خوش الحانی سے پڑھا۔ تو وہ بہت ہی متاثر ہوئے۔ اس اجتماع میں قائد صاحب علاقائی امیر صوبائی کے نمائندہ اور تمام احمدی جماعتوں کے صدر صاحبان اور قائد صاحبان نے شرکت کی اس کے علاوہ کشمیر کی احمدی جماعتوں کے کچھ لوکل افراد بھی اجتماع کو دیکھنے اور سننے کی غرض سے آئے۔

آخر پر اوّل۔ دوم۔ اور سوئم آنے والے خدام واطفال کو۔ انعامات دیئے گئے۔ غیر احمدی طلباء۔ کو بھی حوصلہ افزائی کے انعامات سے نوازا گیا۔ اس کے بعد اجتماعی طور پر دُعا کی گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔ جملہ حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔

(گلزار احمد گنائی معتمد مجلس خدام الاحمدیہ رشی نگر)

وزیر اعلیٰ آسام کی خدمت میں قرآن مجید کا تحفہ

مورخہ ۷ جولائی ۱۹۹۲ء خاکسار سلطان احمد ظفر مبلغ سلسلہ احمدیہ نے آسام کے وزیر اعلیٰ ہتشور سائیکیا کی خدمت میں اُن کے خاص آفس جنتا بھون میں آسامی ترجمہ قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا۔ جسے وزیر اعلیٰ موصوف نے نہایت عزت و احترام سے قبول کیا۔ اس موقعہ پر محترم مشرق علی صاحب۔ امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے بھی موصوف کی خدمت میں جماعتی کتب پیش کیں۔ تقریباً ۱۵ منٹ کی اس تقریب ملاقات میں عالمگیر جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا گیا۔ اور جماعت کی تبلیغی مساعی۔ بلاتفریق مذہب ملت خدمت خلق۔ عالمگیر ہمدردی بھائی چارگی اور رواداری سے متعلق جماعتی پروگراموں سے آگاہ کیا گیا۔ جس کو سن کر وزیر اعلیٰ موصوف نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ اور فرمایا کہ آپ کی جماعت ایسے کام کر کے فی الواقع قوم و ملک کی بڑی خدمت بجا لا رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ موصوف سے ملاقات کے وقت آفس میں دو دوسرے وزراء موجود تھے۔ T V خبروں میں اس بات کا بھی خصوصی ذکر تھا۔

اس ملاقات کی خبر مقامی ریڈیو نے بھی نشر کی اور خاکسار و محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کلکتہ کی تصاویر کے ساتھ آسام دوردرشن نے بھی خبر ٹیلی کاسٹ کی اور دوسرے مقامی اخبارات میں بھی خبر شائع ہوئی بالخصوص بنگلہ کثیر الاشاعت اخبار "سیمے برھاد" نے پہلے صفحہ کے سرورق پر وزیر اعلیٰ کی خدمت میں قرآن مجید پیش کرتے ہوئے خاکسار کی تصویر شائع کرتے ہوئے خبر شائع کی الحمد للہ علیٰ ذالک

واضح رہے کہ قرآن مجید کا آسامی زبان میں ترجمہ محترم خانصاحب بہادر عطاء الرحمٰن خان صاحب مرحوم نے کیا تھا۔ مرحوم متحدہ آسام میں D.C. کے اہم عہدے پر فائز رہے ہیں۔ ڈبروگڑھ آسام کی معمر بزرگ رسیدہ خاتون محترمہ مہرالنساء بیگم صاحبہ محترم خان بہادر مرحوم کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ آسامی ترجمہ کی اشاعت سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق کلکتہ کے مشہور پریس STATESMAN میں ہوئی ہے۔

آسام کے اس سفر کا یہ فائدہ بھی ہوا کہ گوہاٹی میں اسٹیٹ لائبریری میں بھی آسامی ترجمہ قرآن مجید کا ایک نسخہ رکھوایا گیا۔ اور کٹن کالج کے پرنسپل صاحب سے ملاقات کر کے انہیں تبلیغ کی گئی اور انہیں اور دیگر پروفیسرز صاحبان کو تبلیغی لٹریچر دیا گیا۔ علاوہ ازیں گوہاٹی کے ایک بڑے بک سیلر کے ساتھ رابطہ قائم کیا گیا۔

(سلطان احمد ظفر مبلغ سلسلہ)

جماعت احمدیہ اٹارسی کی تبلیغی و تربیتی مساعی

مورخہ ۲۴ ؍ ہے نماز مغرب و عشاء کے درمیان ایک تعلیمی کلاس لگائی جارہی ہے جس میں بچے اور بچیاں قاعدہ یسرنا القرآن ناظرہ نماز اور دینیات کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اسی طرح متعدد دوستوں کو تبلیغ کی جارہی ہے نیز لٹریچر دیا گیا جس کو پڑھنے سے وہ احمدیت سے متعارف ہو رہے ہیں اللہ تعالےٰ ہماری مساعی میں برکت دے۔

(محمد فہیم صدر جماعت احمدیہ اٹارسی)

زکوٰۃ کی ادائیگی

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ثبوت ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ:۔

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے اور جس کی طرف قرآن کریم میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ بیشک کماؤ مگر جو کچھ کماؤ اس پر زکوٰۃ ادا کرو لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ محض دنیا کی خاطر کما رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں نہیں۔ اگر واقع میں اس کے دل میں خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کی محبت کو جذب کرنے کا احساس ہوتا اگر دنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہوتا۔ تو اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے مال میں سے خدا تعالےٰ کا حق ادا کرتا۔ اور پوری دیانتداری کے ساتھ ادا کرتا۔ لیکن جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ شیطان کے تابع ہے۔ خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع نہیں۔" (تفسیر کبیر جلد ۵ حصہ اول صفحہ ۲۳۹)

زکوٰۃ کیا ہے:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ زکوٰۃ کیا ہے۔ يُؤْخَذُ مِنَ الْأُمَرَاءِ وَيُرَدُّ إِلَى الْفُقَرَاءِ۔ امراء سے لے کر فقراء کو دی جاتی ہے۔

زکوٰۃ امام وقت کے پاس آنی چاہیئے:۔ زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں بھجوائی جائیں۔ یہ رقوم حسب منشاء شریعت خلیفۃ المسیح کی ذاتی نگرانی میں مستحقین میں تقسیم ہوتی ہیں۔ اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ہندوستان کی جماعتوں سے وصول ہوکر آنے والی رقوم کے لئے مرکز سلسلہ قادیان میں ایک کمیٹی مقرر فرمائی ہے جس کی نگرانی حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کسی صاحب نصاب فرد جماعت کو یا عہدیدار کو یہ اجازت نہیں کہ وہ زکوٰۃ کی کوئی رقم یا اس کا کوئی حصہ اپنے آپ کسی جگہ خرچ کرے

کن کن اموال پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے:۔ مندرجہ ذیل مالوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ نقدی، سونا، چاندی۔

کاروبار میں لگا ہوا سرمایہ۔ اونٹ۔ گائے۔ بھینس۔ بکری۔ بھیڑ۔ دُنبہ (یہ سب جانور خواہ نر ہوں یا مادہ ہوں) زمین کی پیداوار جو قابل ذخیرہ ہو۔ یعنی غلہ وغیرہ کھجور۔ انگور، شہد۔

چاندی کا نصاب:۔ چاندی کا نصاب ۵۲ تولہ ۶ ماشہ ہے جس کا چالیسواں حصہ یا اس کی قیمت بطور زکوٰۃ دینا واجب ہے۔

سونے کا نصاب:۔ سونے کے نصاب کے لئے چاندی معیار ہے یعنی جس شخص کے پاس کم از کم اس قدر سونا ہو کہ اس سے ۵۲ تولہ ۶ ماشہ چاندی خریدی جاسکے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اور سونے کا چالیسواں حصہ یا اتنے حصہ کی قیمت بطور زکوٰۃ واجب ہوگی۔ سونے اور چاندی کے صرف ان زیوروں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جو عام طور پر استعمال میں نہ رہتے ہوں۔ جو زیور عام طور پر استعمال میں تو رہتے ہوں لیکن وہ زیور غرباء کو عاریۃً استعمال کے لئے نہ دئے جاتے ہوں تو ان کی زکوٰۃ ادا کرنا ہی بہتر ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو عورتیں حاضر ہوئیں اور ان کے ہاتھوں میں سونے کے دو دو کڑے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس مال کی زکوٰۃ ادا کیا کرتی ہو۔ دونوں نے کہا نہیں۔ اس پر آپ نے کہا کیا تم پسند کروگی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں آگ کے کڑے پہنائے۔ انہوں نے جواب دیا ہرگز نہیں آپ نے فرمایا تو تم ان کی زکوٰۃ ادا کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ وہ زیورات جو ذاتی استعمال میں آتے ہوں لیکن غرباء کو استعمال کے لئے نہیں دیئے جاتے۔ اس قسم کے زیورات پر زکوٰۃ کی ادائیگی ازحد ضروری ہے اور خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ میں ایسی بے شمار عورتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مالی وسعتیں عطا کی ہیں وہ اپنی ضروریات کے پیش نظر زیورات کا استعمال کرتی ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ اس قسم کے زیورات پر زکوٰۃ کی ادائیگی کریں۔ کیونکہ زکوٰۃ سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وعدہ فرمایا ہے کہ:۔

الشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

ترجمہ:۔ "شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے اور تمہیں بے حیائی کی تلقین کرتا ہے۔ اور اللہ اپنی طرف سے ایک بڑی بخشش اور بڑے فضل کا تم سے وعدہ کرتا ہے اور اللہ بہت وسعت دینے والا اور بہت جاننے والا ہے۔"

پس صاحب نصاب احباب کو چاہیئے کہ ہر قسم کے شیطانی وساوس سے بچیں اور شوق اور رغبت سے زکوٰۃ ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے لامتناہی فضلوں کو جذب کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کشتی نوح میں فرماتے ہیں:۔

"اے وے تمام لوگو جو اپنے تئیں میری جماعت میں شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے۔ اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی امر مانع نہیں وہ حج کرے۔"

تمام عہدیداران جماعت سے گذارش کی جاتی ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں اس امر کا جائزہ لیں کہ کوئی صاحب نصاب خود محض لاعلمی کی وجہ سے زکوٰۃ کی ادائیگی سے محروم نہ رہ جائے۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

درخواست دعا

٭ میری اہلیہ گذشتہ دو ماہ سے بلڈ پریشر اور شوگر کی مریض ہیں۔ اس کے ساتھ مختلف عوارضات ہیں۔ بے چینی بہت ہے۔ روز بروز کمزوری زیادہ محسوس ہوتی ہے کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔
(محمد صادق جنرل چرلہ)

٭ خاکسار کی بھانجی عزیزہ خوشنودہ بیگم آف کلکتہ جو کافی عرصہ سے بیمار ہے کی طبیعت پہلے سے کچھ بہتر ہے عزیزہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ (سید بشارت احمد قادیان)

٭ مکرم محمد سلیم خان صاحب بطن معلم وقف جدید موضع گدلی (ضلع امرتسر) زیر تعمیر مسجد احمدیہ گدلی کی جلد از جلد تکمیل ہو کر پورے علاقے کے لئے سرچشمۂ نور و ہدایت بننے۔ مقامی نومبائعین مکرم بشیر دین صاحب۔ مکرم منگل دین صاحب مکرم مہر دین صاحب اور مکرم رُلدو دین صاحب اور اُن کے اہل و عیال کی دینی و دنیوی ترقیات نیز خود اپنے اہل و عیال کی صحت و سلامتی اور بیش از بیش مقبول خدمت سلسلہ کی توفیق پانے کے لئے بزرگان واحباب جماعت کی خدمت میں دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ (ناظم وقف جدید قادیان)

ولادت

میرے بیٹے عزیزم جمیل احمد امینی کو اللہ تعالےٰ نے مورخہ ۲۱ر جولائی کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ بچہ کا نام حضور انور نے "عرفان احمد امینی" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مرحوم درویش قادیان کا پوتا اور مکرم داؤد علی خان صاحب آف سورو کا نواسہ ہے۔ احباب کرام سے بچہ کی صحت و سلامتی اور خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر ۲۰ روپے)
(صدیقہ امینی بیوہ مکرم شریف احمد صاحب امینی مرحوم)

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ

و انتخاب صدر مجلس خُدام الاحمدیّہ بھارت

مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع ۹۲-۹۱ کا انعقاد ۱۶-۱۷-۱۸؍اکتوبر ۱۹۹۲ء کو ہوگا۔ اجتماع کے پروگراموں پر مشتمل سرکلر مجالس کو بھجوایا جا چکا ہے۔

اسی طرح اس موقعہ پر مجلس شوریٰ میں صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، کا انتخاب برائے سال ۹۳-۹۲ء و ۹۴-۹۳ء بھی عمل میں آئے گا قواعد انتخاب کا سرکلر بھی مجالس کو بھجوایا جا چکا ہے۔

قائدین کرام سے گذارش ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ نمائندگان کے ساتھ اس بابرکت اجتماع میں شرکت فرمادیں۔

(صدر اجتماع کمیٹی مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

چوتھی مجلس مشاورت بھارت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال چوتھی مجلس مشاورت بھارت کا انعقاد ۲۹؍دسمبر ۱۹۹۲ء کو قادیان میں ہوگا۔

امراء و صدر صاحبان سے گذارش ہے کہ:

ع۱:۔ قواعد کے مطابق نمائندگان کا انتخاب کر کے شوریٰ میں شرکت کے لئے بھجوائیں۔

ع۲: اس شوریٰ کے لئے تجاویز مقامی جماعتوں کی منظوری کے بعد ۳۰؍اکتوبر ۱۹۹۲ء سے قبل سیکرٹری مجلس مشاورت کو بھجوادیں ۳۰؍اکتوبر کے بعد ملنے والی تجاویز ایجنڈے میں شامل نہ ہو سکیں گی۔

(سیکرٹری مجلس مشاورت بھارت)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرّحیم
جیولرز

پروپرائٹر:۔
سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ:۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری
نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: ۶۶۴۴۴۲۹

WANTED REPORTERS, AGENTS FOR NATIONAL
HINDI WEEKLY "GHULAMI KI BERHIYAN"
MATTERS BY WRITERS CORDIALLY ENVALID ON
NATIONAL, INTERNATIONAL, CURRENT
PROBLEMS DIFFERENT TOPICS PROVISION OF
TRANSLATION WILL BE AVAILABLE.
WILLING PERSONS MAY CONTACT.
ADRESS:- Mohammad Mustaqim,
G-4/B, 18 BANG LA
ITARSI PIN-461111 (M.P)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹرز:۔
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد

اقصےٰ روڈ ربوہ۔ پاکستان
Phone:- 04524-649

بہترین ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور بہترین دعا الحمدللّٰہ ہے (ترمذی)
C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM - 679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE -

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:-
OFF: 6378622
RESI- 6233389
(PLEAS CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT
GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO-6 TARUN BHARAT CO-OP-SOCIETY LTD
OLD CHAKLA, SAHAR ROAD
(ANDHERI EAST) BOMBAY-800099

NIR
Starline
ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں
(کشتی نوح)
پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب
ربر شیٹ ہوائی چپل نیز ربر
پلاسٹک اور کینوس کے جوتے
NEW INDIA RUBBER
WORKS (P) LTD
CALCUTTA - 700015

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS IMPORTERS.
HIGHLY FASHION LADIES MADE - UP
OFF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES.
AND SOLID BRASS NOVEL TIES./GIFT ITEMS ETC.
MAILLING 4378/4B- MURARI LAL LANE
ADDRESS ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643 -
FAX.. 91-11- 3755121 SHELKA NEW DELHI

ارشادِ نبوی
اِحْفَظْ لِسَانَکَ
اپنی زبان کی حفاظت کر
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا:۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ مینگولین کلکتہ۔ 700001

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
بافی پولیمرز کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز
43-4028 5137-5206